عورتوں کے ایامِ خاص میں

نماز اور روزے کا شرعی حکم

از قلم

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ العالی

(رئیس دارالافتاء جمعیت اشاعت اہلسنّت)

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد، کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی فون:2439799

نام کتاب : عورتوں کے ایامِ خاص میں نماز اور روزے کا شرعی حکم

از قلم : حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی

سن اشاعت (اول) : ربیع الثانی ۱۴۲۸ھ۔مئی ۲۰۰۷ء

سن اشاعت (دوم) : ربیع الثانی ۱۴۲۸ھ۔مئی ۲۰۰۷ء

تعداد : ۳۰۰۰

ناشر : جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر کراچی فون:2439799

خوشخبری: یہ رسالہ website:ishaateahlesunnat.net

www.ishaateislam.net

پر موجود ہے۔ اور کتب خانوں پر بھی دستیاب ہے۔

پیشِ لفظ

اَلْحَمْدُ لِوَلِیِّہٖ وَ الصَّلٰوۃُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَ آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔
قَالَ عَزَّ وَ جَلَّ مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ ۔ قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ : اَصْحَابِی کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّھِم اقْتَدَیْتُم اِھْتَدَیْتُم اَوْ کَمَا قَالَ ...... وَ قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ: اِنِّیْ تَارِکٌ مِنْکُمُ الثَّقَلَیْنِ، کِتَابُ اللّٰہِ وَ عِتْرَتِیْ ۔ وَ فِیْ رِوَایَۃٍ خَیْرَ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ ثُمَّ یَلُوْنَہٗ ثُمَّ یَلُوْنَہٗ یَعْنِیْ قَرْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَ اَصْحَابِہٖ وَ التَّابِعِیْنَ لَھُمْ

مفتی صاحب قبلہ نے ایک استفتاء کے جواب میں قریباً ۶۰ سے زائد صفحات رسول اللہ علیہ السلام کی اتباع اور عورتوں کے مخصوص ایام میں نماز نہ پڑھنے اور روزہ نہ رکھنے پر احادیث ظاہرہ و اقوال باہرہ سے قائم فرما کر مبرہن و مدلل فرما دیا جس کے بعد اس عورت کے لئے اعتراض کی کوئی راہ و جا باقی نہیں رہتی ۔ یہی موقف امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کا بھی ہے اور باقی ائمہ مجتہدین کا بھی اور اسی پر اجماع ہے ۔ مفتی صاحب کا ایک کمال عطاءِ الٰہی سے یہ بھی ہے کہ مفتی صاحب کتاب یا فتویٰ لکھتے وقت حتی الامکان حوالہ کتب بمعہ صفحہ نمبر و مطبوعہ اور مصنف کا کامل نام بمعہ سن وفیات ضرور تحریر فرماتے ہیں تا کہ کتاب کی اہمیت اور دوبالا ہو جائے ، ساتھ ہی مفتی صاحب مخالفینِ اہلسنّت (دعویداران اہلحدیثیت و غیر مقلدیّت) کی کتابوں سے ان کے فتاوے بھی تحریر فرماتے ہیں اور مخالفین کو بھی لاجواب کر دیتے ہیں، یہ کتاب بھی الحمدللہ انہی خوبیوں سے مزیّن و مرقع ہے ۔ اللہ تعالیٰ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی صاحب کی بے لوث خدمت کو قبول فرمائے ۔ آمین

جمعیت اشاعت اہلسنّت کی اشاعت نمبر 157 ہے، انشاءاللہ جمعیت اشاعت اہلسنّت کا مقصد ہے کہ اس قسم کے فتنوں کی سرکوبی کرے ۔ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ہمیں کامیابی و کامرانی عطا فرمائے ۔ آمین بجاہ سید الانبیاء و المرسلین

الفقیر ابو حماد محمد مختار اشرفی

حالتِ حیض و نفاس میں نماز و روزہ کا حکم

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کہ بارے میں کہ ایک خاتون حالتِ حیض میں عورتوں کی امامت کرتی ہے اور کہتی ہے کہ حالتِ حیض میں نماز پڑھ سکتے ہیں اور روزے بھی رکھ سکتے ہیں کیونکہ قرآن میں کسی آیت میں بھی حالتِ حیض میں نماز پڑھنے اور روزے رکھنے کی ممانعت نہیں ۔ سورۂ بقرہ میں حیض کے بیان میں بیوی سے مباشرت کا منع کیا گیا لیکن نماز کی ممانعت نہیں ۔ سورۂ بقرہ میں جہاں روزے کا بیان ہے وہاں مریض اور مسافر کو تو رخصت دی گئی لیکن حائضہ عورت کو رخصت نہیں دی گئی ۔ بلکہ فرمایا گیا کہ اگر حالتِ عذر میں بھی روزے رکھ لو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے ۔ اللہ تعالیٰ تو پاک لوگوں کو پسند فرماتا ہے تو کیا عورت جب حالتِ حیض میں ہو تو اسے ناپسند کرتا ہے؟ لازمی اُمور میں سے جن باتوں کا استثناء کرنا تھا وہ تو کر دیا گیا مثلاً شکار کرنا جائز ہے مگر حالتِ احرام میں حرام ہے، مُردار کھانا حرام ہے مگر اضطراری حالت میں جائز ہے قسم کا کفارہ ہے مگر لغو قسم کا کفارہ نہیں ۔ قرآن میں جہاں نماز اور روزے کا بیان ہے کہیں پر بھی حیض کا استثناء نہیں ۔ سورۂ نساء اور سورۂ مائدہ میں ہے کہ حالتِ جنابت میں طہارت کرو اور نماز کے قریب نہ جاؤ لیکن آگے کی آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ طہارت کے لئے اگر پانی میسر نہ ہو تو تیمم کرو نماز نہ چھوڑو جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز ہر حالت میں پڑھنی ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا کہ ’’ نماز مومنین پر وقت باندھا ہوا فرض ہے‘‘ ۔ ہمارے دین کا اکثر حصہ حدیث سے ثابت ہے لیکن اس موقع پر حدیث قرآن سے ٹکرا رہی ہے لہٰذا حدیث کو قبول نہیں کیا جائے گا ۔ من گھڑت حدیثوں اور اختلافی کتابوں کو مان کر ہم قرآن کا کیسے انکار کر سکتے ہیں؟ عورتیں جب عام حالت میں اللہ کا ذکر کر سکتی ہیں دُرود شریف پڑھ سکتی ہیں تو نماز کیوں نہیں پڑھ سکتیں؟ اس میں دعائیں اور ذکر ہی تو ہے سورۂ فاتحہ بھی دعا ہے اور سورۂ فلق اور سورۂ ناس بھی شر سے بچنے کے لئے پڑھتی ہیں ۔ عورتیں جب حالتِ حیض میں بازار جا سکتی ہے، شاپنگ کر سکتی ہے، گھر کا کام کر سکتی ہیں تو نماز کیوں نہیں

پڑھ سکتی۔حالتِ حیض میں نماز نہ پڑھنا اور روزے نہ رکھنا گویا قرآن کی مخالفت ہے۔

مفتی صاحب! ایسی عورت کے متعلق شرعاً کا کیا حکم ہے؟ اور اس کی باتوں کا قرآن و حدیث کی روشنی میں تفصیلی جواب عنایت فرمائیں۔

(السائلہ: انیسہ خاتون، کراچی)

باسمہ تعالیٰ و تقدس الجواب: مذکورہ عورت گمراہ ہے۔بظاہر قرآن کا نام لیتی ہے اور قرآن کے نام سے عورتوں میں نیچریت کی تعلیم پھیلا رہی ہے۔احادیث نبویہ علیہ التحیہ والثناء کا انکار ہی نہیں کرتی بلکہ ان پر طعن اور ان کا رد کرنے سے بھی گریز نہیں کیا۔تو صحابۂ کرام علیہم الرضوان، تابعین عظام، آئمہ مجتہدین اور علماء وفقہاء کے آثار و اقوال کا کیا ذکر، جب اس کے قلم و زبان سے آقا علیہ السلام کے فرمودات و ارشادات ہی محفوظ نہیں تو صحابہ و تابعین اور آئمہ مجتہدین کے آثار و اقوال کیا محفوظ رہیں گے۔

احادیثِ نبویہ علیہ التحیہ والثناء سے انکار کے بعد، قرآن کریم پر عمل کا دعویٰ باطل محض ہے کیونکہ قرآن مجید میں ایک نہیں متعدد مقامات پر رسول کی ﷺ اطاعت و اتباع کا حکم دیا گیا ہے، چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ہوا:

﴿ وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ وَاللّٰهُ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ﴾

(المجادلۃ:۱۳/۵۸)

ترجمہ: اور اللہ اور اس کے رسول کے فرمانبردار رہو اور اللہ تمہارے کاموں کو جانتا ہے۔(کنزالایمان)

﴿قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْكٰفِرِیْنَ﴾ (آل عمران:۳۲/۳)

ترجمہ: تم فرما دو کہ حکم مانو اللہ اور رسول کا پھر اگر وہ منہ پھیریں تو اللہ کو خوش نہیں آتے کافر۔(کنزالایمان)

اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے بغیر رسول کی اطاعت ہو ہی نہیں ہوسکتی۔بخاری ومسلم کی حدیث ہے جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔(خزائن العرفان)

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ ﴾ الآیۃ (الأنفال:۲۰/۸)

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اور سن سنا کر اس سے نہ پھرو۔(کنزالایمان)

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ ﴾ الآیۃ

(النساء:۵۹/۴)

ترجمہ: اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا۔(کنزالایمان)

''اَطِیْعُوا اللّٰهَ'' کے بعد ''وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ'' فرما کر واضح کر دیا گیا کہ اللہ عزوجل کے احکام کے علاوہ رسول ﷺ کے الگ احکام بھی ہیں ان کی اطاعت بھی لازم ہے ورنہ صرف ''اَطِیْعُوا اللّٰهَ'' کا ذکر کافی ہوتا ''اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ'' ذکر کرنے کی حاجت نہ ہوتی اس لئے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے احکام، قرآن مجید کے ارشادات کے علاوہ رسول ﷺ کے احکام اور فرمودات بھی ایک الگ حقیقت ثابتہ ہیں اور ان کی اتباع اور اطاعت بھی لازم ہے۔اگر صرف احکام قرآنی ہی ہم پر لازم ہوتے اور احکام رسالت کی اطاعت و اتباع ہم پر لازم نہ ہوتی تو ان آیات کے نزول کا کوئی مقصد نہ تھا۔

اسی لئے قرآن میں اطاعت و اتباع کا حکم اس طرح دیا ہے کہ رسول کی اطاعت کو اللہ کی اطاعت قرار دیا چنانچہ ارشاد ہوا:

﴿ مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ﴾ الآیۃ (النساء:۸۰/۴)

ترجمہ: جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا۔(کنزالایمان)

رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی، جس نے مجھ سے محبت کی اس نے اللہ سے محبت کی''۔اس پر آج کل کے گستاخوں بد دینوں کی طرح اس

زمانہ کے بعض منافقوں نے کہا محمد مصطفیٰ ﷺ یہ چاہتے ہیں کہ ہم انہیں ربّ مان لیں جیسا نصاریٰ نے عیسیٰ بن مریم کو ربّ مانا اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کے ردّ میں یہ آیت نازل فرما کر اپنے نبی ﷺ کے کلام کی تصدیق فرمادی کہ بے شک رسول کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔(خزائن العرفان)

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرشتے حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور انہوں نے کہا:

فَمَنْ أَطَاعَ مُحَمَّداً فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصٰى مُحَمَّداً فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ۔ رواه البخاري في "صحيحه" (برقم: ٧٢٨١) والترمذي، بمعناه في "جامعه" (برقم: ٢٨٦٠) وأو رواه التبريزي في "مشكاته" (برقم: ١٤٤-ه)

یعنی، پس جس نے حضرت محمد (ﷺ) کی اطاعت کی تو اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے حضرت محمد (ﷺ) کی نافرمانی کی تو اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔

اسی لئے کہا گیا کہ اطاعتِ مصطفیٰ ﷺ دخولِ جنّت اور اس سے انکار دخولِ جنّت سے انکار ہے:

عن أبي هريرة، قال: قال رسول الله ﷺ: "كُلُّ أُمَّتِيْ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبٰى؟" قِيْلَ: وَمَنْ أَبٰى؟ قال: "مَنْ أَطَاعَنِيْ دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ عَصَانِيْ فَقَدْ أَبٰى" رواه البخاري في "صحيحه" (برقم: ٧٢٨٠)، وأحمد في "المسند" (٢/ ٣٦١)، وأورده التبريزي في "مشكاته" (٤/ ١٤٣)

یعنی، میرا ہر امتی جنت میں داخل ہوگا سوائے اس کے جو انکار کرے، عرض کیا: کون انکار کرے گا؟ فرمایا: جس نے میری اطاعت کی جنت میں داخل ہوا، اور جس نے میری نافرمانی کی تو اس نے (جنت میں داخل ہونے سے) انکار کیا۔

اور رسول کی بعثت کا مقصد بھی یہی قرار دیا کہ اس کی اطاعت کی جائے چنانچہ فرمایا:

﴿ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ط ﴾ الاية (النساء:۴/۶۴)

ترجمہ: اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لئے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔(کنزالایمان)

اور متعدد مقامات پر فرمایا کہ "اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرو"۔ کہیں فرمایا: "جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کی وہ بڑا کامیاب ہے"۔(النور:۲۴/۵۱) جس نے اور اس کے رسول کی نافرمانی کی وہ ضرور گمراہ ہوا۔ چنانچہ ارشاد ہوا:

﴿ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ﴾ (الاحزاب:۳۳/۳۶)

ترجمہ: اور جو حکم نہ مانے اللہ اور اس کے رسول کا وہ بے شک صریح گمراہی بہکا۔(کنزالایمان)

کہیں فرمایا کہ مومن کی شان یہ ہے کہ اس کے رسول کسی معاملہ میں فیصلہ کے لئے بلائیں تو بلا دریغ کہے کہ ہم نے سُنا اور مانا، چنانچہ ارشاد ہے:

﴿اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ط وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ الاية (النور:۲۴/۵۱)

ترجمہ: مسلمانوں کی بات تو یہی ہے جب اللہ اور رسول کی طرف بلائے جائیں کہ رسول ان میں فیصلہ فرمائے کہ عرض کریں ہم نے سُنا اور حکم مانا اور یہی لوگ مراد کو پہنچے۔(کنزالایمان)

اور رسول ﷺ کے احکامات کو ماننے کی حیثیت اللہ تعالیٰ نے اس طرح بیان فرمائی کہ:

﴿ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ (النساء:۴/۶۵)

ترجمہ: تو اے محبوب! تمہارے ربّ کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرما دو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔ (کنزالایمان)

اس آیہ کریمہ سے واضح ہے کہ جو شخص رسول ﷺ کے فیصلے کے خلاف دل میں تنگی محسوس کرے بے دلی سے آپ کے فیصلے کو مانے تو مومن نہیں۔

اور رسول کے پکارنے کو اللہ نے اپنا پکارنا قرار دیا، فرمایا:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۚ﴾ الآیۃ (الانفال: ۲۴/۸)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ اور رسول کے بلانے پر حاضر ہو جب رسول تمہیں اس چیز کے لئے بلائیں جو تمہیں زندگی بخشے گی۔ (کنزالایمان)

رسول کی نافرمانی تو بڑی بات ہے نافرمانی کی سرگوشی سے بھی منع کر دیا گیا، ارشاد ہے:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ ﴾ الآیۃ (المجادلۃ: ۹/۵۸)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم جب آپس میں مشورہ کرو تو گناہ اور حد سے بڑھنے اور رسول کی نافرمانی کی مشورت نہ کرو۔ (کنزالایمان)

اور رسول کی نافرمانی کو منافقین کا طریقہ بتایا گیا، فرمایا:

﴿ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ﴾ (النساء: ۶۱/۴)

ترجمہ: اور جب ان سے کہا جائے کہ اللہ کی اُتاری ہوئی کتاب اور رسول کی طرف آؤ تو تم دیکھو گے کہ منافق تم سے منہ موڑ کر پھر جاتے ہیں۔ (کنزالایمان)

یہاں تک کہ دوزخی دوزخ میں حسرت کریں گے چنانچہ قرآن مجید میں ہے:

﴿ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَاۤ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ﴾ (الاحزاب: ۶۶/۳۳)

ترجمہ: جس دن ان کے منہ اُلٹ اُلٹ کر آگ میں تلے جائیں گے کہتے ہوں گے ہائے کسی طرح ہم نے اللہ کا حکم مانا ہوتا اور رسول کا حکم مانا ہوتا۔ (کنزالایمان)

حتی کہ رسول کے فیصلہ کے بعد ایمان والوں کا یہ اختیار اللہ عزّ وجلّ نے سلب کرلیا کہ وہ مانیں یا نہ مانیں، انہیں سر تسلیم خم کرنا ہے، ارشاد ہے:

﴿ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ﴾ الآیۃ (الاحزاب: ۳۶/۳۳)

ترجمہ: اور نہ کسی مسلمان مرد اور نہ مسلمان عورت کو پہنچتا ہے کہ جب اللہ و رسول کچھ حکم فرما دیں تو انہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار رہے۔ (کنزالایمان)

اس آیہ کریمہ میں اللہ عزّ وجلّ نے رسول اکرم ﷺ کے حکم کو اپنے حکم کے مساوی قرار دیا۔ اور بتا دیا کہ رسول ﷺ کے حکم کے بعد کسی بھی شخص کو ماننے یا نہ ماننے کا اختیار نہیں۔ اور رسول کی اطاعت سے اعراض کرنے والوں کے لئے فرمایا:

﴿ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ﴾ (النساء: ۸۰/۴)

ترجمہ: اور جس نے منہ پھیرا تو ہم نے تمہیں ان کے بچانے کو نہ بھیجا۔ (کنزالایمان)

اور رسول کی مخالفت پر واضح عذاب کی وعید ارشاد ہوئی، فرمایا:

﴿ وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ﴾ (النساء: ۱۱۵/۴)

ترجمہ: اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل

چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جُدا راہ چلے ہم اُسے اس کی حالت پر چھوڑ دیں گے اور اُسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بُری جگہ پلٹنے کی۔ (کنزالایمان)

﴿ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴾ (النور:۲۴/۶۳)

ترجمہ: تو ڈریں وہ جو رسول کے حکم کے خلاف کرتے ہیں کہ انہیں کوئی فتنہ پہنچے یا ان پر دردناک عذاب پڑے۔ (کنزالایمان)

قرآن کریم کے ان ارشادات پر غور کیجئے کہ کس طرح جگہ جگہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے ساتھ رسول ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا گیا اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر وعید کے ساتھ رسول ﷺ کی نافرمانی پر وعید ارشاد ہوئی۔ رسول ﷺ کے بلانے کو اللہ تعالیٰ نے اپنا بلانا قرار دیا۔ رسول ﷺ کی نافرمانی کے لئے سرگوشی بھی منع فرمائی۔ رسول ﷺ کا فیصلہ واجب التسلیم قرار دیا وہ بھی اس حد تک کہ جو رسول ﷺ کے فیصلے کو نہ مانے اس میں ذرا برابر بھی تردد کرے وہ مومن نہیں۔ رسول ﷺ کے حکم سے رُوگردانی کرنے والوں کو منافق قرار دیا۔ رسول ﷺ کے حکم کو اس درجہ واجب الاتباع قرار دیا کہ رسول ﷺ کے حکم کے بعد نہ ماننے کا کسی مومن کو حق نہ دیا گیا۔ جو نہ مانے اُسے جہنم کی وعید سنائی گئی۔ کیا یہ سب اس بات کی دلیل نہیں کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کا ہر ارشاد واجب الاعتقاد والعمل ہے اسی طرح رسول ﷺ کا فرمان بھی واجب التسلیم ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ کا حکم ماننے اس کے رسول ﷺ کے حکم سے منہ پھیرنے کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے مابین تفریق کرنا قرار دیا گیا چنانچہ ارشاد ہے:

﴿ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ﴾

(النساء:۴/۱۵۰)

ترجمہ: اور چاہتے ہیں کہ اللہ سے اس کے رسولوں کو جُدا کر دیں اور کہتے ہیں ہم کسی پر ایمان لائے اور کسی کے منکر ہوئے اور چاہتے ہیں کہ ایمان

اور کفر کے بیچ میں کوئی راہ نکال لیں۔ (کنزالایمان)

اور ایسوں کے لئے فرمایا گیا:

﴿ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴾

(النساء:۴/۱۵۱)

ترجمہ: یہی ہیں ٹھیک ٹھیک کافر اور ہم نے کافروں کے لئے ذلّت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (کنزالایمان)

تو معلوم ہوا کہ رسول ﷺ واجب الاتباع ہیں اور آپ کو واجب الاتباع نہ ماننا ان آیات کا انکار ہے جن میں رسول ﷺ کے واجب الاتباع ہونے کا بیان ہے اور قرآن کریم کی کسی آیت کا بھی انکار پورے قرآن کا انکار ہے، چنانچہ ارشاد ہوا:

﴿ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ۚ ﴾ الآية

(البقرۃ:۲/۸۵)

ترجمہ: تو کیا خدا کے کچھ حکموں پر ایمان لاتے ہو اور کچھ سے انکار کرتے ہو۔ (کنزالایمان)

اور ایسوں کی سزا اور ان کا انجام بیان ہوا کہ:

﴿ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ۗ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴾ (البقرۃ:۲/۸۵)

ترجمہ: تو جو تم میں ایسا کرے اس کا بدلا کیا ہے مگر یہ کہ دنیا میں رسوا ہو اور قیامت میں سخت تر عذاب کی طرف پھیرے جائیں گے اور اللہ تمہارے کوتکوں (بُرے اعمال) سے بےخبر نہیں۔ (کنزالایمان)

بہت سے احکام وہ ہیں جو قرآن کریم میں مذکور نہیں۔ صرف رسول ﷺ نے ارشاد فرمائے اور وہ بھی قرآن میں بیان کردہ اعمال کی طرح واجب العمل قرار پائے مثلاً:

۱۔ **اذان:** قرآن کریم میں کہیں بھی مذکور نہیں کہ نماز پنجگانہ کے لئے اذان دی جائے مگر اذان عہدِ رسالت سے لے کر آج تک شعارِ اسلام رہی ہے اور رہے گی۔

۲۔ **نمازِ جنازہ:** قرآن میں اس کے بارے میں کوئی حکم نہیں۔ مگر یہ بھی فرض ہے اس کی بنیاد ارشادِ رسول ہی ہے۔

۳۔ **بیت المقدس:** کو قبلہ بنانے کا قرآن میں کہیں حکم نہیں۔ مگر تحویلِ قبلہ سے پہلے یہی نماز کا قبلہ تھا یہ بھی ارشادِ رسول ہی سے تھا۔

۴۔ **خطبہ:** جمعہ و عیدین میں خطبے کا قرآن کریم میں حکم نہیں۔ مگر یہ بھی عبادت ہے اس کی بنیاد صرف ارشادِ رسول ہی ہے۔ وہ بھی اس شان سے کہ اگر اس میں کوئی کوتاہی ہوئی تو کوتاہی کرنے والوں کو تنبیہ کی گئی۔ مثلاً: ایک بار جمعہ کا خطبہ ہو رہا تھا اسی اثنا میں ایک قافلہ آگیا کچھ لوگ خطبہ چھوڑ کر چلے گئے اس پر یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی:

﴿ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَ نِ انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا ؕ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴾ (الجمعہ:۶۲/۱۱)

ترجمہ: اور جب انہوں نے کوئی تجارت یا کھیل دیکھا اس کی طرف چل دیئے اور تمہیں خطبہ میں کھڑا چھوڑ گئے۔ تم فرماؤ وہ جو اللہ کے پاس ہے کھیل سے اور تجارت سے بہتر ہے۔ اور اللہ کا رزق سب سے اچھا ہے۔ (کنزالایمان)

یہ صرف اسی بناء پر ہے کہ قرآن کریم کی طرح ارشادِ رسول ﷺ بھی واجبُ الاعتقاد اور واجبُ العمل ہے اس میں کوتاہی کی وہی سزا ہے جو قرآن کے فرمودات میں کوتاہی کی ہے، اسی طرح

﴿وَاَقِيْمُو الصَّلٰوةَ وَاٰتُو الزَّكٰوةَ﴾ الأية (البقرۃ:۲/۴۳)

ترجمہ: نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو۔ (کنزالایمان)

اس مثال ہی کو لیجئے۔ "الصلوٰۃ" جو عربی لفظ ہے اسے اگر لغت عرب کے ذریعے حل کریں گے تو آپ کو ملے گا کہ "صلوٰۃ" بمعنی دعا۔ "صَلٰوۃ"، "صَلَوَیْن" کا مفرد ہے اور یہ پیٹھ کی

دو رگوں کو کہتے ہیں۔ "صَلَی اللَّحم" اس وقت کہتے ہیں جب گوشت کو بھونا جائے یا جلانے کے لئے آگ میں ڈالا جائے تو پھر بتایئے کیا ﴿وَاَقِيْمُو الصَّلٰوةَ﴾ کا مطلب انہی معنوں میں سے مقرر کریں گے یا اس طریقہ کو لیں گے جو حضور ﷺ نے تعلیم فرمایا۔ بہت ممکن ہے فریال صاحبہ کل اپنی اُلٹی منطق کے تحت یہ کہہ بیٹھیں کہ قرآن میں نماز کا مخصوص طریقہ اور التحیات، دعائے قنوت وغیرہا کا ذکر نہیں بقرآن میں تو صرف "صلوٰۃ" بمعنی دعاء کا ذکر ہے جب کہ حدیث میں اتنی ساری دعاؤں اور اذکار، آیات، رکوع، سجود وغیرہا کے مجموعے کو نماز کہا گیا اور قرآن میں اس کا ذکر نہیں جو حدیث میں بیان ہوا، لہٰذا ثابت ہوا کہ قرآن اور حدیث میں تضاد ہے اسی لئے میں اسے قبول نہیں کرتی۔ صرف دعا ہی کرو معروف طریقے سے نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ (معاذ اللہ)

اسی طرح حکم زکوٰۃ پر عمل کرنے کے لئے بھی نصاب کا تعیُّن۔ کہ کس شے پر زکوٰۃ ہے اور کس شے پر نہیں؟ ان سب کی تفصیلی تعیین حدیثِ رسول سے ہی ہوتی ہے۔

اسی طرح حج کو لیجئے۔ قرآن مجید کے ذریعے حج کے مہینوں کا تعین ہوتا ہے۔ عرفات سے لوٹنے کا ذکر ملتا ہے۔ طوافِ بیت اللہ کا حکم بھی۔ قرآن مجید کی آیہ کریمہ ہے:

﴿ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ﴾ الأية (آل عمران:۳/۹۷)

ترجمہ: اور اللہ کے لئے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے جو اُس تک چل سکے۔ (کنزالایمان)

اب اس پر کس طرح عمل کرے؟ "اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمَاتٌ" یعنی حج کے مقررہ مہینے، کون مقرر کرے گا؟ حج کب ہوگا؟ عرفات میں کب قیام ہوگا؟ خانہ کعبہ کا طواف کس طرح اور کتنی بار ہوگا؟ طواف کہاں سے شروع ہوگا اور کہاں ختم ہوگا؟ میقات کیا ہے؟ احرام کیا ہے؟ احرام کس طرح باندھا جائے گا، کہاں سے باندھا جائے گا؟ اس کی کیا پابندیاں ہوں گی؟ ۔ ان سب کی وضاحت کیسے ہوگی؟

اگر بفرض محال فریال صاحبہ کی بات کو مانا جائے کہ حدیث میں اضافہ ہے قرآن میں تو اس کا ذکر نہیں، یا یہ کہ حدیث اور قرآن میں تعارض ہے لہٰذا حدیث کو چھوڑ دیں، اگر ایسا کرلیا گیا تو دین ایک مذاق ہو کر رہ جائے گا۔ حج محض تفریح اور سیر سپاٹے کا نام بن جائے گا۔ جس مہینے میں چاہو حج کرو۔ جب چاہو قیام کرو۔ جیسے چاہو احرام باندھو وغیرہا۔

اولاً ہم کہتے ہیں کہ حدیث اور قرآن میں تعارض کہاں واقع ہو رہا ہے؟ کہ حدیث کو چھوڑا جائے۔ قرآن میں تو اجمال ہے اور حدیث میں اس کی تفصیل، کیا فریال صاحبہ تعارض اور تضاد کا مطلب سمجھتی ہیں؟

الضدان: صفتان وجودیتان یتعاقبان فی موضع واحد، یستحیل اجتماعهما کالسواد والبیاض (کتاب التعریفات، سید الشریف الجرجانی حنفی ٧٤٠ـ٨١٦ مطبوعة: دار المنار)

یعنی، ضدان سے مراد ایسی دو وجودی صفتیں جن کا پے درپے ایک جگہ میں جمع ہونا محال ہو جیسے کالا اور سفید۔

تعارض البینتین عند الحنابلة، أن تشهد أحدهما بنفی ما أثبته الأخری، أو بإثبات مانفته (القاموس الفقهی از سعدی أبو حبیب، مطبوعة: إدارة القرآن والعلوم الإسلامیه، کراتشی، باکستان)

یعنی، حنابلہ کے نزدیک گواہوں میں تعارض سے مراد یہ ہے کہ دو میں سے ایک اس چیز کی نفی کی گواہی دے جس کو دوسرے نے ثابت کیا، یا ثابت کرے اس شے کو جس کی دوسرے نے نفی کی۔

واضح ہوا کہ تعارض تو تب ہوتا کہ جب قرآن میں حکم ہوتا ہے کہ حالتِ حیض میں نماز پڑھی جائے، روزہ رکھا جائے اور حدیث میں ممانعت ہوتی۔ جبکہ قرآن میں اس طرح کا حکم موجود ہی نہیں لہٰذا تعارض اور تضاد نہ رہا۔

اسی طرح قرآن مجید میں ہے:

﴿السَّارِقُ والسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَیْدِیَهُمَا﴾ الآیة (المائدة:٣٨/٥)

ترجمہ: اور جو مرد یا عورت چور ہو تو ان کا ہاتھ کاٹو۔ (کنز الایمان)

قرآن مجید نے اس کی کوئی حد مقرر نہیں کی کہ کتنا مال و دولت چوری کرنے پر قطع ید ہے ایک ہی ہاتھ کاٹا جائے یا دونوں کاٹے جائیں۔ ایک ہی قطع ہوگا تو پہلے کون سا ہوگا؟ کیا بینک لوٹنے والے یا کفن چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا یا نہیں؟ وغیرہا، اس طرح کی بے شمار مثالیں ہیں۔ ہم نے بطور اختصار صرف چند کو ذکر کیا ہے۔

فریال! نجات اور فلاح اسی میں ہے:

﴿ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ ﴾

اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔

لہٰذا فرموداتِ رسول ﷺ کو مانے بغیر کوئی چارہ نہیں فرمانِ رسول ﷺ کے بعد مسلمان کو یہ اختیار ہی نہیں کہ وہ یہ کہے کہ اس کے بارے میں قرآن میں تو حکم نہیں ہے کیونکہ ارشاد خداوندی ہے کہ:

﴿ وَ مَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ ﴾ الآیة

(الحشر:٧/٥٩)

ترجمہ: اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع کریں باز رہو۔ (کنز الایمان)

یہ نہیں فرمایا قرآن دیں تو لے لو اور جو قرآن سے نہ ہو اُسے نہ لو یا اس کو لینے میں تم مختار ہو چاہو تو لے لو چاہو تو نہ لو۔ اسی طرح منع کے معاملے میں بھی یہ نہیں فرمایا کہ جس سے منع فرمایا، وہ منع فرمانا قرآن سے ہو تو باز رہو، نہی قرآن سے نہ ہو تو تم مختار ہو بلکہ فرمایا: ''جو کچھ تمہیں عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع کریں باز رہو'' اور اس فرمان میں ''ما'' کے عموم کا تقاضا یہی ہے کہ رسول جو دیں وہ لے لیا جائے اور جس سے منع فرمائیں اس سے باز رہا جائے جیسا کہ نبی ﷺ نے مسلمان عورتوں کو حالت حیض میں نماز سے منع فرمایا تو قرآن کے ماننے والے باز

رہے اور نہ ماننے والے عقل کے گھوڑے دوڑانے لگ گئے۔

کیونکہ اگر رسول اللہ ﷺ کے فرمان کو واجبُ التسلیم نہ مانا جائے تو ان تمام اُمور کا انکار لازم آئے گا جن کا صراحۃً ذکر قرآن میں نہیں ہے اور اَوامرِ قرآنی پر کماحقّہٗ عمل کرنا بھی ہمارے بس میں نہ رہے گا اور قرآن کریم کی بے شمار آیات کے منکر قرار پائیں گے اور ﴿اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ﴾ الآیۃ کے مصداق جائیں گے اور وعیدِ خداوندی ﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ﴾ (الحشر:۵۹/۷) کے مستحق ہو جائیں گے۔

فریال صاحبہ کے بے بنیاد اور من گھڑت اعتراضات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ وہ احادیث و آثارِ صحابہ و تابعین اور اقوالِ فقہاء کے مقابلے میں ترجیح عقلی دلائل کو دیتی ہیں۔ اور اپنی ناقص عقل کو صحابہ کرام علیہم الرضوان اور ازواجِ مطہرات کی کامل ترین عقلوں پر فوقیت دینے کی ناپاک جسارت کرتی ہیں تو بھی ہم عقل کے ذریعے ان کے لئے قول رسول ﷺ کی اہمیت اور اس کی حُجیت کے بارے میں کچھ عرض کرتے ہیں:

''اسلام میں کلام اللہ کے بعد کلام رسول ﷺ کا درجہ ہے۔ کیوں نہ ہو کہ اللہ کے بعد رسول ﷺ کا مرتبہ ہے۔ قرآن گویا لیمپ کی بتی ہے، اور حدیث اس کی رنگین چمنی۔ جہاں قرآن کا نور ہے وہاں حدیث کا رنگ ہے۔ قرآن سمندر ہے، حدیث اسکا جہاز، قرآن موتی اور مضامین حدیث اس کے اغواص۔ قرآن اجمال ہے، حدیث اس کی تفصیل۔ قرآن ابہام ہے، حدیث اس کی شرح۔ قرآن روحانی طعام ہے، حدیث رحمت کا پانی۔ کہ پانی کے بغیر نہ کھانا تیار ہو، نہ کھایا جائے، حدیث کے بغیر نہ قرآن سمجھا جائے نہ اس پر عمل ہو سکے۔ قدرت نے اس میں داخلی خارجی نوروں کا محتاج کیا ہے، نورِ بصر کے ساتھ نورِ قمر وغیرہ بھی ضروری ہے۔ اندھے کے لئے سورج بے کار اندھیرے میں آنکھ بے فائدہ۔ ایسے ہی قرآن گویا سورج ہے، حدیث مومن کی آنکھ کا نور۔ یا قرآن ہماری آنکھ کا نور ہے اور حدیث آفتابِ نبوت کی شعائیں کہ ان میں سے اگر ایک بھی نہ ہو تو ہم اندھیرے میں رہ جائیں گے۔

(مرآت المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح از علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ)

کلام اللہ کو کلام رسول ﷺ سے الگ کر کے نہیں سمجھا جا سکتا۔ اگر قولِ رسول ﷺ کی دینِ اسلام میں کوئی حیثیت نہ ہوتی تو ربّ تعالیٰ اپنے محبوب کی زبان مبارک کے ذریعے اپنا مقدس کلام دنیا کو کیوں عطا فرماتا؟

فریال صاحبہ اور اس کی جماعت اگر اس بات کو تسلیم کرتی ہو کہ نماز کے لئے طہارت ضروری ہے اور اسے تسلیم کئے بغیر ان کے لئے کوئی چارہ بھی نہیں۔ ورنہ انہیں کہنا پڑے گا کہ پیشاب کرنے کے بعد پاکی حاصل کرنا ضروری نہیں ایسے ہی نماز پڑھ سکتے ہیں کیونکہ اس کا ذکر صراحۃً قرآن میں نہیں۔ اسی طرح نجاست حقیقی جسم پر لگی ہو تو جسم کو اس سے پاک کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ قرآن کریم میں صراحت سے یہ حکم ہمیں معلوم نہیں ہوتا اور اگر کپڑوں پر نجاست ہو تو اُسے دُور کر کے انہیں پاک کرنا لازمی نہیں وغیرہ ذالک جب طہارت یعنی پاکی کو نماز کی شرط مان لیا تو حیض کا پلیدی و نجاست ہونا قرآن کریم میں مذکور ہے چنانچہ ارشاد ہے:

﴿وَیَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِیْضِ ؕ قُلْ هُوَ اَذًى﴾ الآیۃ (البقرۃ:۲/۲۲۲)

ترجمہ: اور تم سے پوچھتے ہیں حیض کا حکم تم فرماؤ وہ ناپاکی ہے۔ (کنزالایمان)

اس مقام پر ﴿اَذًى﴾ سے مراد ناپاکی ہے پلیدی ہے اور نجاست ہے چنانچہ نصر بن محمد بن احمد ابواللیث السمرقندی متوفی ۳۷۳ھ لکھتے ہیں:

﴿قُلْ هُوَ اَذًى﴾ یعنی الدم هو قذر نجس (تفسیر السمرقندی، المجلد (۱)، سورۃ (۲) البقرۃ ۲۲۲، ص ۱۴۶، مطبوعۃ: دار الفکر، بیروت، الطبعۃ الأولی ۱۴۱۶ھ۔ ۱۹۹۶م)

یعنی، ﴿اَذًى﴾ سے مراد خون ہے وہ خون قذر (یعنی پلید) نجس ہے۔

امام حجۃ الاسلام ابوبکر جصاص رازی متوفی ۳۷۰ھ لکھتے ہیں:

﴿هُوَ اَذًى﴾ یعنی، أنه نجس وقذر

یعنی، ﴿اَذًى﴾ سے مراد نجاست اور پلیدی ہے۔

پھر آگے تحریر فرماتے ہیں:

إن الأذى اسم يقع على النجاسات۔

''اذی''اسم ہے جو گندگی پر واقع ہوتا ہے

اور بطورِ دلیل حدیث شریف ذکر کرتے ہیں:

قول النبی ﷺ: "إِذَا أَصَابَ نَعْلَ أَحَدِكُمْ أَذًى فَلْيَمْسَحْهَا بِالْأَرْضِ وَلْيُصَلِّ فِيهَا فَإِنَّهُ لَهَا طَهُوْرٌ" فسمّى النجاسة أذى

(تفسیر أحکام القران، مطبوعه قدیمی کتب خانه کراچی)

یعنی، حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: ''جب تم میں سے کسی کے جوتے پر اذی (گندگی) لگے تو اسے زمین سے رگڑے اور اس میں نماز پڑھے کیونکہ ایسا کرنا اس کو پاک کرتا ہے'' حدیث میں حضور ﷺ نے نجاست کو ''اذی'' سے تعبیر کیا ہے۔

علامہ ابو الحسن علی بن محمد بن حبیب ماوردی بصری متوفی ۴۵۰ھ لکھتے ہیں:

والأذى وهو مايؤذي من نتن ريحه ...... ونجاسة (تفسیر ماوردی، سورة البقرة (۲۲۲)، مطبوعة: دارالكتب العلمية، بيروت)

یعنی، ''اذی'' وہ ہے جس کی بدبو اور نجاست سے ایذاء ہو۔

اور علامہ ناصر الدین ابو الخیر عبد اللہ بن عمر بن محمد بیضاوی متوفی ۶۹۱ھ لکھتے ہیں:

﴿ قُلْ هُوَ اَذًى ﴾ أى الحيض شيء مستقذر الخ (تفسير البيضاوى، المجلد (۱)، سورة (۲) البقرة: ۲۲۲، ص ۱۳۹، مطبوعة: دار إحياء التراث العربى، بيروت الطبعة الأولى ۱٤۱۸ هـ ـ ۱۹۹۹۸ م)

یعنی، حیض مستقذر شئی ہے۔

اور علامہ فخر الدین رازی متوفی ۶۵۴ھ نقل کرتے ہیں:

﴿ قُلْ هُوَ اَذًى ﴾ فقال عطاء وقتادة والسدى: أى قذر (التفسير الكبير، المجلد (۲)، سورة (۲) البقرة: ۲۲۲، ص ٤۱٥، مطبوعه: دار احياء التراث

العربى، بيروت الطبعة الأولى ۱٤۱۸ هـ ـ ۱۹۹۹۸ م)

یعنی، عطاء، قتادہ اور سدی نے فرمایا ﴿اَذًى﴾ کا معنی پلیدی و نجاست ہے۔

اور علامہ محمد بن مصلح الدین مصطفیٰ القوجوی متوفی ۹۵۱ھ بیضاوی کی عبارت ''مستقذر'' کے تحت لکھتے ہیں:

فسر الأذى بالشيء الذي يتقذره الطبع، ولا شك، أن اللوث الخارج من الرحم كذلك، فإن الأذى في اللغة اسم لما يكره من كل شيء الخ (حاشيه شيخ زاده، الجزء (۲)، ص ۵۳۳، مطبوعة: دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۹ هـ ـ ۱۹۹۹ م)

یعنی، بیضاوی نے ''اذی'' کی تفسیر اس کے ساتھ کی کہ جسے طبیعت نجس سمجھے اس میں شک نہیں کہ آلودگی جو رحم سے خارج ہوتی ہے وہ اسی طرح ہے، کیونکہ ہر شئی سے جو ناپسند ہو لغت میں اس کا نام ''اذی'' ہے۔

امام جلال الدین المحلی لکھتے ہیں:

﴿ قُلْ هُوَ اَذًى ﴾ قذر، أو محله

یعنی، نجاست ہے یا اس کا محل ہے

اس کے تحت علامہ احمد بن محمد صاوی مالکی متوفی ۱۲۴۱ھ لکھتے ہیں:

قوله ﴿ قُلْ هُوَ اَذًى ﴾ أى المحيض بمعنى الدم السائل، ...... فإن قوله قذر راجع لتفسيره بالمصدر، ومحله أو، محله راجع لتفسيره بالمكان، (حاشية الصاوى على تفسير الجلالين، المجلد (۱) سورة البقره (۲۲۲)، ص ۱٦۷، مطبوعة: دار احياء التراث العربى، بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۹ هـ ـ ۱۹۹۱ م)

یعنی، بمعنی بہتے خون کے ہے...... پس مصنف کا قول ''قذر'' اس کی تفسیر بالمصدر کی طرف راجع ہے اور ان کا قول ''محلہ'' اس کی تفسیر بالمکان

کی طرف راجع ہے۔

اورعلامہ سلیمان بن عمر الشافعی الشہیر بالجمل متوفی ۱۲۰۶ھ نقل کرتے ہیں:

﴿ قُلْ هُوَ اَذًى ﴾ أى مستقذر (الفتوحات الإلهيه، المجلد (۱) ، سورة (۲) البقره:۲۲۲ ، ص ۲۹۲ ، مطبوعة : دارالفكر ، بيروت الطبعة الاولىٰ ۱٤۲۳ھ۔ ۲۰۰۳م)

یعنی، ’’تم فرماؤ وہ ناپاکی ہے‘‘یعنی وہ مستقذر ہے۔

اورخطیب شربینی متوفی ۹۷۷ھ لکھتے ہیں:

﴿ قُلْ هُوَ اَذًى ﴾ أى قذر أو محله قذر (تفسير السراج المنير، المجلد (۱) ، سورة (۲) البقرة :۲۲۲ ، مطبوعة: دارا احياء التراث العربى، بيروت)

یعنی، ’’ اذی ‘‘ کا معنی قذر ہے یا یہ کہ اس کا محل قذر ہے۔

علامہ ابو محمد حسین بن سعود الفراء البغوی متوفی ۵۱۶ھ لکھتے ہیں:

﴿ قُلْ هُوَ اَذًى ﴾ أى قذر والأذى كل ما يكره من كل شئ (تفسير بغوى المسمّى بمعلم التنزيل، المجلد (۱) ، سورة (۲) البقرة:۲۲۲، مطبوعة : ادارة تاليفات اشرفية، ملتان)

یعنی، ’’اذی ‘‘بمعنی ’’قذر ‘‘ ہے اور ہر شے سے جو ناپسند ہو وہ ’’اذی ‘‘ ہے

علامہ جار اللہ زمخشری متوفی ۵۳۸ھ لکھتے ہیں:

﴿ قُلْ هُوَ اَذًى ﴾ أى الحيض شئ يستقذر ويؤذى من يقربه نفرة منه و كراهة له (تفسير الكشاف ، سورة (۲)البقرة: ۲۲۲)

یعنی ،حیض شئی مستقذر ہے اور جو اس کے قریب ہوتا ہے اسے نفرت و کراہت کی وجہ سے ایذاء ہوتی ہے۔

اسی طرح علامہ شہاب الدین سید محمود آلوسی بغدادی متوفی ۱۲۷۵ھ لکھتے ہیں:

﴿ قُلْ هُوَ اَذًى ﴾ والمعنى المقصود منه المستقذر ، وبه فسره

قتادة (روح المعانى، سورة (۲) البقرة:۲۲۲، ص ۷۰۳، مطبوعة: دار احياء التراث العربى، بيروت)

یعنی، مقصود اس سے مستقذر ہے اور قتادہ نے اس کی یہی تفسیر کی۔

امام ابو حفص عمر بن علی ابن عادل دمشقی حنبلی متوفی ۸۸۰ھ لکھتے ہیں:

فَإنهم فسّروا الأذى هنا بالشئ القذر ، فإذا أردنا بالمحيض نفس الدم كان شيئاً مستقذراً (اللباب فى علوم الكتاب : ۲ /٦۷)

یعنی ،انہوں نے ’’اذی ‘‘ کی تفسیر نجس شئی کے ساتھ کی پس جب ہم نے ’’محیض ‘‘ سے مراد خون لیا تو وہ شئی مستقذر ہے۔

علامہ رازی لکھتے ہیں:

فذلك الدم جارى مجرى البول والغائط فكان أذى و قذر

یعنی ،تو خونِ حیض پیشاب اور پاخانہ کے قائم مقام ہے تو یہ ناپاکی، پلیدی اور نجاست ہے۔

قاضی محمد علی شوکانی متوفی ۱۲۵۰ھ لکھتے ہیں:

والأذى كناية عن القذر ، ويطلق على القول المكروه ومنه قوله تعالى: ﴿ لَا تُبْطِلُوْا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ والأذى ﴾ ، ومنه قوله تعالىٰ ﴿ وَدَعْ اَذَاهُمْ ﴾ (فتح القدير، المجلد (۱) ، سورة البقرة، ص ۲۲۵ ، مطبوعة : دارالمعرفة ، بيروت)

یعنی، ’’اذی ‘‘ کنایہ ہے ’’قذر ‘‘ سے اور یہ ناپسندیدہ قول پر بولا جاتا ہے اسی سے اللہ تعالیٰ کا فرمان ﴿ لَا تُبْطِلُوْا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ﴾ ہے اور اللہ کا قول ﴿وَدَعْ اَذَاهُمْ ﴾ ہے

فریال صاحبہ نے روزے کے متعلق کہا کہ حالتِ حیض میں روزے رکھنا صحیح ہے اور دلیل میں کہا کہ قرآن میں صرف رخصت ہے تو مریض اور مسافر کو ہے حائضہ کے لئے

رخصت نہیں۔جواباً عرض ہے مریض اور مسافر کی رخصت سے مقصود ضرر سے حفاظت ہے۔اگر فریال کے قاعدے کو مان لیا جائے تب تو حاملہ اور دودھ پلانے والی خاتون کو بھی روزہ رکھنا لازم ہوجائے گا کیونکہ قرآن میں خاص ان کا نام لے کر رخصت نہیں دی گئی۔جب کہ امام ابوبکر جصاص نے "تفسیر احکام القرآن" میں تحریر فرمایا:

الحامل والمرضع لا تخلوان من أن يضرّ بهما الصوم ، أو بولديهما وأيهما كان الافطار خير لهما والصوم محظور عليهما

یعنی، حاملہ اور دودھ پلانے والی عورتیں اس حال سے خالی نہیں کہ روزہ رکھنا انہیں یا ان کی اولاد کو نقصان دے گا لہٰذا دونوں کے لئے افطار (روزہ نہ رکھنا) بہتر اور دونوں پر روزہ رکھنا ممنوع ہے۔

معلوم ہوا کہ حالتِ حیض میں نماز اور روزے کی ممانعت ہے۔اگرچہ قرآن میں صراحۃً حالتِ حیض میں روزے کی ممانعت مذکور نہیں لیکن اشارۃً یہ ذکر ہے کہ جس حالت سے روزہ رکھنے والی کو نقصان کا غالب گمان ہو،اس حالت میں اُسے روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے جیسا کہ امام جصاص کے قول سے واضح ہوا۔

اور عقلاً بھی حالتِ حیض میں روزے رکھنے کی ممانعت ہوتی ہے اور جو حکمتِ شریعت معلوم ہوتی ہے۔وہ یہ ہے کہ روزہ رکھنے سے جسم میں خشکی پیدا ہوگی۔خشکی کی وجہ سے کماحقہ حیض کا خون خارج نہ ہوگا جو کہ مُضِر ہے۔اس لئے ان ایام میں عورتوں کو ایسی چیزیں استعمال کرائی جاتی ہیں جن سے اچھی طرح ادراء ہوجائے گا لہٰذا روزہ رکھنے سے منع کردیا گیا۔

حیض نجاست ہے جیسا کہ مندرجہ بالا سطور سے ثابت ہے اور اسی لئے حیض کے ختم ہونے کو طہارت اور پاکی سے تعبیر کیا گیا چنانچہ ارشاد ہے:

﴿ فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ لا وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ﴾ الآية (البقرة:۲/۲۲۲)

ترجمہ: تو عورتوں سے الگ رہو حیض کے دنوں اور ان سے نزدیکی نہ

کرو جب تک پاک نہ ہولیں۔ (کنزالایمان)

﴿ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ط اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ﴾ (البقرة:۲/۲۲)

ترجمہ: پھر جب پاک ہوجائیں تو ان کے پاس جاؤ جہاں سے تمہیں اللہ نے حکم دیا۔بے شک اللہ پسند کرتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور پسند رکھتا ہے ستھروں کو۔ (کنزالایمان)

چنانچہ امام ابوجعفر محمد بن جریر الطبری متوفی ۳۱۰ھ لکھتے ہیں:

عن مجاهد في قوله: ﴿ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ﴾ قال: انقطاع الدم

یعنی، حضرت مجاہد سے اللہ تعالیٰ کے فرمان "اور ان سے نزدیکی نہ کرو جب تک پاک نہ ہولیں" کے بارے میں مروی ہے کہ آپ نے فرمایا (پاک ہونا) خونِ حیض کا ختم ہونا ہے۔

عن سفيان أو عثمان بن الأسود ﴿ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ﴾ حتى ينقطع عنهنّ الدم

یعنی، سفیان یا عثمان بن الاسود سے مروی ہے (اللہ تعالیٰ کا فرمان) "اور ان سے نزدیکی نہ کرو جب تک پاک نہ ہولیں" (یعنی) جب تک ان کا خونِ حیض ختم نہ ہوجائے۔

عن عكرمة في قوله: ﴿ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ﴾ قال: حتى ينقطع الدم (تفسير ابن جرير، المجلد (٢)، ص ٢٢٧، مطبوعة: دارالمعرفة، بيروت، ١٤٠٦ هـ ـ ١٩٨٦م)

یعنی، حضرت عکرمہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان "اور ان سے نزدیکی نہ کرو جب تک پاک نہ ہولیں" کے بارے میں مروی ہے آپ نے فرمایا (جب

تک پاک نہ ہولیں سے مراد ہے)جب تک خونِ حیض ختم نہ ہوجائے۔

اور برہان الدین ابوالحسن ابراہیم بن عمر البقاعی متوفی ۸۸۵ھ ﴿یَطْهُرْنَ﴾ الأیة (البقرۃ:۲/۲۲۲) کے تحت لکھتے ہیں:

أي بانقطاعه (نظم الدرر في تناسب الآيات والسور، المجلد (١)، ص ٤٢١، مطبوعة: دارالكتب العلمية، بيروت ١٤١٥ھ_١٩٩٥م)

یعنی، پاک ہوجائیں انقطاعِ حیض کے ساتھ۔

اسی طرح علامہ محمد بن مصلح الدین مصطفیٰ القوجوی الحنفی متوفی ۹۵۱ لکھتے ہیں:

وحجة أبي حنيفة أن قوله تعالى: ﴿فَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ﴾ نهي عن قربانهن إلى غاية، وهي أن يطهرن أي ينقطع حيضهن الخ (حاشيه شيخ زاده، المجلد (٢)، ص ٥٣٠، مطبوعة: دارالكتب العلمية، بيروت الطبعة الأولى ١٤١٩ھ_١٩٩٠م)

یعنی، اور امام ابوحنیفہ کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان "اور ان سے نزدیکی نہ کرو جب تک پاک نہ ہولیں" عورتوں کی اس غایت (یعنی خونِ حیض کے ختم ہونے) تک نزدیکی کرنے سے منع ہے اور وہ یہ کہ وہ پاک ہوجائیں، یعنی ان کا حیض ختم ہوجائے۔

اس سے ثابت ہوا کہ پاکی انقطاع کے ساتھ ہی ہوگی اس کے بغیر پاکی کا حصول ممکن نہیں ایسا نہیں ہوسکتا کہ حیض بھی جاری ہو اور پاکی حاصل ہوجائے۔

یہاں پر پاک ہونے سے مراد کیا حیض کا ختم ہونا ہے یا غسل کرنا یا وضو کرنا وغیرہا۔ یقیناً مراد حیض کا ختم ہونا ہے کیونکہ حیض کے ختم ہونے سے قبل عورت ہزار بار غسل کرلے یا لاکھ بار وضو کرلے وہ پاک نہیں ہوگی اور پاکی صحتِ نماز کی شرط ہے۔

جیسا کہ علامہ احمد بن محمد صاوی المصری المالکی متوفی ۱۲۴۱ھ سورۂ مائدہ کی آیت ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ﴾ الأیة (المائدۃ:۵/۶)

کے تحت بیان کرتے ہیں:

"وشرعت الطهارة قبل الصلاة لأن المصلي يناجي ربّه وهو في حضرته فيحتاج قبل ذلك النظافة من الحدثين الأصغر والأكبر" (حاشية العلامة الصاوي على تفسير الجلالين، المجلد (٢)، سورة (٥) المائدة، ص ٩٦، مطبوعة: دار احياء التراث العربي، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٩ھ_١٩٩٩م)

یعنی، "اور طہارت کو نماز سے پہلے مشروع قرار دیا گیا کیونکہ مُصلّی (یعنی نماز پڑھنے والا) اپنے ربّ سے مناجات کرتا ہے اس حال میں کہ وہ شخص اس کی بارگاہ میں ہوتا ہے لہٰذا اس سے پہلے حدثِ اصغر اور حدثِ اکبر سے پاکی کی ضرورت ہے۔"

طہارت سے ہر قسم کے حدث و ناپاکی حتیٰ کہ حیض و نفاس بھی مراد ہے جیسا کہ علامہ صاوی اسی آیت ﴿وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا﴾ الأیة (المائدۃ:۵/۶) کے تحت تحریر فرماتے ہیں:

﴿جُنُبًا﴾ أي بمغيب الحشفة أو خروج المني بلذة معتادة في اليقظة أو مطلقاً في النوم أو الحيض أو النفاس، لأن الخطاب عام للذكور والإناث

یعنی، اگر تم جُنبی ہو حشفہ (یعنی، آلۂ تناسل کے سر) کے چھپنے سے، جاگتے ہوئے لذتِ معتاد کے ساتھ، منی کے خروج سے یا نیند میں مطلقاً منی کے خروج سے یا حیض یا نفاس سے کیونکہ خطاب عام ہے جو مردوں کے لئے بھی ہے اور عورتوں کے لئے بھی۔

امام ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن بن عبدالملک القشیری النیسابوری الشافعی متوفی ۴۶۵ھ لکھتے ہیں:

ليس كل مايكون موجب الاستحياء والنفور مما هو باختيار العبد، فقد يكون من النقائص ماليس للعبد فيه كسب، وهو

ابتداءً حكم الحق فمن ذلك ما كتب اللّٰه على بنات آدم من تلك الحالة: ثمّ أمرنَ بإعتزال المصلّى في أوان تلك الحالة فالمصلّى مناج ربّه فحُيّن عن محل المناجاة حكماً من اللّٰه لا جرماً لهن، وفي هذا إشارة فيقال: انهنّ وإن منعن عن الصلاة التي هي حضور البدن فلم يحجبن عن استدامة الذكر بالقلب واللسان (تفسير القشيري، المجلد (١)، سورة البقرة قوله تعالى ﴿ وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ الاية ﴾، ص ١٠٥ مطبوعة: دار الكتب، العلمية، بيروت الأولى ١٤٢٠ هـ ـ ٢٠٠٠ م)

یعنی، ہر وہ جو چیز جو حیاء اور نفرت کا موجب ہو، ان میں سے ہر ایک کا بندے کے اختیار میں ہونا ضروری نہیں کہ جو فعل بندے کا کمایا ہوا نہ ہو وہ اس کے نقائص سے شمار ہو، اور یہ ابتداء اللہ کا حق ہے، پس یہ وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی بیٹیوں پر اس حالت میں فرض کیا، پھر ان کو حکم دیا گیا کہ وہ اس حالت کے وقت میں نماز کی جگہ سے جُدا رہیں کیونکہ نماز پڑھنے والا اپنے ربّ سے مُناجات کرتا ہے تو یہ محلِ مُناجات سے دُور رہے گی اللہ تعالیٰ کے حکم کی وجہ سے نہ ان کے اپنے کسی جُرم کی وجہ سے، اور اس میں اشارہ ہے کہ کہا جائے انہیں اگرچہ اس حالت میں نماز سے روکا گیا ہے جو بدن کی حاضری ہے مگر زبان و دل سے اللہ تعالیٰ کے ذکر پر ہمیشگی سے نہیں روکا گیا۔

حالتِ حیض ونفاس میں صحت ووجوبِ نماز اور صحتِ صوم کا ثبوت کہیں بھی نہیں ملتا۔ اور فریال خاتون نے قرآنی آیات کی من مانی تفسیر کر کے اسے ثابت کرنے کی مذموم حرکت کی ہے۔ کاش اس نے حضور رحمتِ عالم ﷺ کے اس فرمان کو پڑھ لیا ہوتا:

عن ابن عباس، قال قال رسول اللّٰه ﷺ: "مَنْ قَالَ فِي الْقُرْاٰنِ بِرَأْيِهٖ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ (رواه الترمذي و أورده التبريزي في "مشكاته"

في كتاب العلم، برقم: ٢٣٤/٣٧)

یعنی، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے قرآن میں اپنی رائے سے کہا اس کو چاہئے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں تلاش کرے اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ جس شخص نے بغیر علم کے قرآن (کے بارے) میں کچھ کہا اس کو چاہئے وہ اپنا ٹھکانہ (دوزخ کی) آگ میں تلاش کرے۔"

سوال میں مذکورہ خاتون نے علم کے بغیر اپنی رائے سے قرآن کی تفسیر بیان کی۔

حالانکہ قرآن مجید میں اللہ ربّ العزت نے واضح طور پر فرما دیا ہے:

﴿ فَسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴾ (النحل ۱۶/۴۳۔۴۴)

یعنی تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں۔ (کنز الایمان)

حضور اکرم نے ﷺ فرمایا:

"فَمَا عَلِمْتُمْ مِنْهُ فَقُوْلُوْا وَمَا جَهِلْتُمْ فَكِلُوْهُ إِلٰى عَالِمِهٖ" (رواه احمد وابن ماجه ولو رواه التبريزي في "مشكاته"

یعنی، تو قرآن میں جتنا تم جانتے ہو اس کو بیان کردو اور جو نہیں جانتے اس کو جاننے والوں کے حوالے کردو"

امام احمد رضا قدس سرہ تفسیر معالم التنزیل کے حاشیے میں اس مقام پر فرماتے ہیں:

"أقول: هذا من محاسن نظم القرآن، أمر الناس أن يسألوا أهل الذكر العلماء بالقرآن العظيم، وأرشد العلماء أن لا يعتمدوا على أذهانهم بل يرجع إلى ما بين لهم النبي ﷺ فرد الناس العلماء، والعلماء إلى الحديث، والحديث إلى القرآن، وان إلى ربكم المنتهى، فكما أن المجتهدين لو تركوا الحديث إلى القرآن لضلّوا، كذالك العامة لو تركوا المجتهدين ورجعوا إلى

الحدیث لضلّوا ، ولهذا قال الإمام سفیان بن عیینه امر ائمة الحدیث قریب زمن الإمام الأعظم والإمام مالك ﷺ أو الحدیث مفلة إلا للفقهاء" نقله عنه الإمام ابن الحجاج المکی فی "المدخل"۔

یعنی نظم قرآن کے محاسن سے ہے لوگوں کوقرآن عظیم کا علم رکھنے والے اہل ذکر سے پوچھنے کا حکم فرمانا ، اور علماء کو یہ ہدایت فرمائی کہ فہم قرآن کے معاملے میں اپنے ذہن پر بھروسہ نہ کریں بلکہ بیانِ رسول ﷺ کی جانب رجوع کریں۔اس طرح عوام کا مرجع علماء، علماء کا مرجع حدیث، حدیث کا مرجع قرآن ٹھہرایا اور بلا شبہ انتہاء ربّ ہی کی جانب ہے۔جیسے یہ ہے کہ مجتہدین اگر حدیث ترک کردیں اور صرف قرآن کی طرف رجوع کریں تو گمراہ ہو جائیں اسی طرح یہ ہے کہ اگر عوام حضرات مجتہدین کو چھوڑدیں اور خود حدیث کی جانب رجوع کرنے لگیں تو گمراہ ہوجائیں۔اسی لئے امام اعظم و امام مالک ﷺ کے قریب زمانہ کے ایک جلیل القدر امام حدیث حضرت سفیان بن عیینہ ﷺ فرماتے ہیں۔"غیر فقہاء کے لئے حدیث گمراہی کی جگہ ہے (یعنی آدمی اگر فقاہت سے خالی ہے تو حدیث سے گمراہی میں پڑ سکتا ہے جیسے حدیث و فقاہت کے بغیر خود قرآن سے گمراہی میں پڑ سکتا ہے اسے امام ابن الحاج مکی نے امام موصوف سے "مدخل" میں نقل فرمایا۔" (ص ۱۵،۱۴)

معلوم ہوا کہ مجتہدین بھی حدیث کے بغیر صرف قرآن ہی سے رجوع کریں تو گمراہ ہو جائیں تو غیر عالم کا حکم کس قدر سخت ہوگا،لیکن فریال نے قرآن و حدیث اور مسلمانوں کے راستے سے راہِ فرار اختیار کرکے اپنے لئے عذاب تیار کیا۔فریال خاتون پر انانیت پرستی کا بھوت ایسا سوار رہا کہ صحابہ کرام، تابعین، ائمہ مجتہدین، مفسرین، مستند علماء دین کی پیروی کی

بجائے اپنی تفسیر وتشریح سے کام لیا اور اپنی گمراہی کا ثبوت دیا۔

قرآنی آیات اور مفسّرین کے اقوال کی روشنی میں معلوم ہوا کہ پاکی نہ ہونے کی صورت میں نماز نہیں ہوتی۔مذکورہ عورت اگر حیض کو ناپاکی مان لیتی تو کبھی بھی حالتِ حیض میں نماز پڑھنے کی تعلیم نہ دیتی۔شارع علیہ السلام نے حالتِ حیض میں نماز و روزہ کو حرام قرار دیا اور نماز کی قضاء کو ساقط فرمایا اور روزے کی قضاء کا حکم دیا اسی پر ازواج مطہرات، صحابیات، تابعیات سے لے کر آج تک کی تمام مسلمان خواتین کا عمل رہا کیونکہ رسول ﷺ کا یہی حکم تھا چنانچہ حدیث شریف ہے:

عن مُعَاذَةَ العَدَوِيَّةِ، أَنَّهَا قَالَتْ لِعَائِشَةَ: مَابَالُ الْحَائِضِ تَقْضِي الصَّوْمَ وَلَا تَقْضِي الصَّلَاةَ ؟ قَالَتْ عَائِشَةُ: كَانَ يُصِيبُنَا ذٰلِكَ فَنُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّوْمِ وَلَا نُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّلَاةِ ۔ (رواہ مسلم فی "صحیحة" (برقم: ٦٩ـ٣٣٥) وأورده التبريزي في "مشكاة" (برقم: ٢٠٣٣ـ٣)

یعنی، حضرت معاذہ عَدَوِیَہ (ثقہ تابعیہ) سے روایت ہے کہ بے شک اس نے امّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: کیا وجہ ہے حیض والی عورت روزہ قضاء کرتی ہے مگر نماز قضاء نہیں کرتی؟ امّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ہم پر حیض کا وقت آتا تھا تو ہمیں روزے کی قضاء کا حکم دیا جاتا تھا نماز کی قضاء کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔

اس کے تحت شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں: یہ ایک شرعی حکم ہے جس کا شارع علیہ السلام نے حکم صادر فرمایا ہے اس کی وجہ اور علّت دریافت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں اگرچہ ممکن ہے کہ اس کی یہ وجہ بیان کی جائے کہ قضائے نماز میں بڑا حرج ہے اور بڑی مشقت اس وجہ سے اس کی قضاء واجب نہیں الخ (اشعة اللمعات، کتاب الصلاة، باب القضاء، الفصل الأول)

مندرجہ بالا حدیث سے ثابت ہوا کہ نبی ﷺ کا حکم تھا اس پر تمام اہلِ ایمان عمل کرتے

رہے کسی نے اعتراض نہ کیا کیونکہ ان کے نزدیک نبی ﷺ کا حکم قرآن کے حکم کی طرح واجبُ التسلیم ہوا کرتا تھا آیاتِ قرآنی سے جو نتیجہ فریال صاحبہ نے اخذ کیا سراسر غلط ہے، کیا قرآن کی آیات صحابہ و صحابیات کو یاد نہ تھیں؟ یقیناً یاد تھیں مگر یہ نتیجہ اخذ نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے نزدیک فرمانِ رسول ہی حرف آخر ہوتا تھا کیونکہ وہ جانتے تھے جس قرآن سے ہم فرمانِ رسول ﷺ سے ہٹ کر کوئی اور حکم اخذ کریں گے وہ قرآن اس نبی پر نازل ہوا اور ان ہی کی زبانِ اقدس سے ارشاد ہوا اور انہی کے ذریعے ہمیں ملا، ہمیں قرآن کی تعلیم دینے والے وہی ہیں چنانچہ ارشاد ہے:

﴿ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ﴾ الأية (البقرۃ:۲/۱۵۱)

ترجمہ: اور تمہیں کتاب اور پختہ علم سکھاتا ہے۔ (کنز الایمان)

قرآن کے بیان کرنے والے وہی ہیں چنانچہ ارشاد ہے:

﴿ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ ﴾ الأية (النحل:۱۶/۴۴)

ترجمہ: کہ تم لوگوں سے بیان کردو جو اُن کی طرف اترا۔ (کنز الایمان)

اور انہیں قرآن اور اس کا بیان سکھانے والا اللہ ہے چنانچہ ارشاد ہے:

﴿ الرَّحْمٰنُ O عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ O خَلَقَ الْاِنْسَانَ O عَلَّمَهُ الْبَيَانَ O ﴾

(الرحمٰن:۵۵/۱۔۴)

ترجمہ: رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا، انسانیت کی جان محمد کو پیدا کیا ما کان و ما یکون کا بیان انہیں سکھایا۔ (کنز الایمان)

اور ارشاد فرمایا:

﴿ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ O اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ O فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ O ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ O ﴾

(القیامۃ:۷۵/۱۶۔۱۹)

ترجمہ: جب بھی نہ سنا جائے گا تم یاد کرنے میں جلدی میں قرآن کے

ساتھ اپنی زبان کو حرکت نہ دو، بے شک اس کا محفوظ کرنا اور پڑھنا ہمارے ذمہ ہے، تو جب ہم اُسے پڑھ چکیں تو اس وقت اس پڑھے ہوئے کی اتباع کرو، پھر بے شک اس کی باریکیوں کو تم پر ظاہر فرمانا ہمارے ذمہ ہے۔ (کنز الایمان)

اور اگر کوئی یہ سوچ کہ نبی ﷺ کا صراحۃً حکم کہاں ہے کہ حائضہ نہ نماز پڑھے اور نہ روزہ رکھے، تو اس کا جواب یہ ہے یہ اعتراض سرے سے غلط اور بے بنیاد ہے کیونکہ کُتُب احادیث میں نبی ﷺ سے ان ایام میں نماز چھوڑنے کا حکم مروی ہے چنانچہ حدیث شریف ہے کہ

إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِفَاطِمَةَ بِنْتِ أَبِيْ حُبَيْشٍ: "إِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلَاةَ "

یعنی بے شک نبی ﷺ نے حضرت فاطمہ بنت ابی حُبیش سے فرمایا: "جب تجھے حیض آئے تو نماز چھوڑ دے"

اس کے تحت علامہ ابن عبدالبر متوفی ۴۶۳ھ لکھتے ہیں:

هذا النصّ" ثابت" عنه ـ عليهم السلام ـ في أن الحيض يمنع من الصلاة (الإستذكار، المجلد (۱)، كتاب الطهارة، ص ۲۷، ص ۳۳۸، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲۱ هـ ـ ۲۰۰۰ م)

یعنی یہ نبی ﷺ سے اس بات میں ثابت نص ہے کہ حیض (ماہواری) نماز کو مانع ہے۔

اور مالک بن انس متوفی ۱۷۹ھ امّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے حضرت فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا یہ حکم فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَاتْرُكِي الصَّلَاةَ۔ رواه في الموطا في كتاب الطهارة (باب استحاضة برقم: ۲۹/ ۵۳)

یعنی، پس جب حیض آئے تو نماز کو چھوڑ دے۔

اور حدیث شریف ہے:

قال جابر و أبو سعيد: عن النبى ﷺ: "تَدَعُ الصَّلَاةَ" صحيح البخارى، كتاب الحيض، باب لا تقضى الحائض الصلاة)

یعنی، حضرت جابر اور ابو سعید رضی اللہ عنہما نے روایت کی کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ حائضہ نماز نہ پڑھے

اور حدیث شریف ہے:

عن أبى سعيد الخدرى قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِىْ أَضْحىً، أَوْفِطْرٍ، إِلَى الْمُصَلّٰى، فَمَرَّ عَلَى النِّسَاءِ، فَقَالَ: "يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ! تَصَدَّقْنَ، فَإِنِّىْ أُرِيْتُكُنَّ أَكْثَرَ أَهْلَ النَّارِ" فَقُلْنَ: وَبِمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: "تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ، وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ، مَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَدِيْنٍ وَأَذْهَبَ لِلُبِّ الرَّجُلِ الْحَازِمِ مِنْ إِحْدَاكُنَّ"، قُلْنَ: وَمَا نُقْصَانُ دِيْنِنَا وَعَقْلِنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: "أَلَيْسَ شَهَادَةُ الْمَرْأَةِ مِثْلَ نِصْفِ شَهَادَةِ الرَّجُلِ"؟ قُلْنَ بَلٰى، قَالَ: "وَذٰلِكِ مِنْ نُقْصَانِ عَقْلِهَا، أَلَيْسَ إِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ"؟ قُلْنَ: بَلٰى، قَالَ: "فَذٰلِكِ مِنْ نُقْصَانِ دِيْنِهَا"۔ رواه البخارى فى "صحيحه" فى كتاب الحيض (باب ترك الحائض الصوم (برقم: ٣٠٤) وأورده التبريزى فى "مشكاته" فى الإيمان (الفصل الأول، برقم:١٩ـ١٨)

یعنی، حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی ﷺ عید الضحیٰ یا عید الفطر میں عید گاہ کی طرف نکلے، پس عورتوں پر سے آپ کا گزر ہوا تو ارشاد فرمایا: اے عورتوں! صدقہ کرو کیونکہ مجھے دکھایا گیا ہے تم بکثرت دوزخ میں ہو، تو انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! کس سبب سے؟

فرمایا: تم کثرت سے لعنت کرتی ہو اور شوہر کی نافرمانی کرتی ہو، اور میں نے ناقصات العقل اور ناقصاتِ دین کو نہیں دیکھا جو تم سے زیادہ دانا و زیرک شخص کی عقل کو زائل کرنے والا ہو، انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہماری عقل و دین کا نقصان کیا ہے؟ فرمایا: کیا عورت کی گواہی مرد کی گواہی کے مقابلے میں آدھی نہیں؟ تو یہی عورت کی عقل کی کمی ہے اور کیا جب عورت حائضہ ہوتی ہے تو نماز و روزہ نہیں چھوڑتی؟ یہی اس کے دین کا نقصان ہے۔

عن أبى سعيد الخدرى رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ النَّبِىُّ ﷺ: "أَلَيْسَ إِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ، فَذٰلِكِ مِنْ نُقْصَانِ دِيْنِهَا" رواه البخارى فى "صحيحه" فى كتاب الصوم (باب الحائض تترك الصوم والصلاة، برقم: ١٩٥١)

یعنی، حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: کیا جب عورت حائضہ ہوتی ہے تو نماز اور روزے نہیں چھوڑ دیتی؟ یہی اس کے دین کا نقصان ہے۔

عن عبد اللّٰه بن عمر، عن رسول ﷺ أَنَّهُ قَالَ: "يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ! تَصَدَّقْنَ وَأَكْثِرْنَ الْإِسْتِغْفَارَ، فَإِنِّىْ رَأَيْتُكُنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ" فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ، جَزْلَةٌ: وَمَا لَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ قَالَ: "تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ، وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ، مَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَدِيْنٍ أَغْلَبَ لِذِىْ لُبٍّ مِنْكُنَّ" قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا نُقْصَانُ الْعَقْلِ وَالدِّيْنِ؟ قَالَ: "أَمَّا نُقْصَانُ الْعَقْلِ فَشَهَادَةُ امْرَأَتَيْنِ تَعْدِلُ شَهَادَةَ رَجُلٍ، فَهٰذَا نُقْصَانُ الْعَقْلِ وَتَمْكُثُ اللَّيَالِىَ وَمَا تُصَلِّىْ، وَتُفْطِرُ فِىْ رَمَضَانَ، فَهٰذَا نُقْصَانُ الدِّيْنِ"۔ رواه البخارى فى "صحيحه" فى كتاب الإيمان (باب بيان نقصان الإيمان الخ، برقم: ١٢٣ـ٧٩) و ابن ماجة فى

"سننه" فی الفتن (باب فتنة النساء، برقم: ٤٠٠٣)

یعنی، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے رشاد فرمایا: اے عورتوں! تم صدقہ کرو اور کثرت سے استغفار کیا کرو کیونکہ میں نے تم کو جہنم میں بکثرت سے دیکھا ہے ان میں سے ایک عورت نے عرض کی: یا رسول اللہ! جہنم میں ہماری اکثریت کس سبب سے ہوگی؟ آپ نے ارشاد فرمایا: اس لئے کہ تم کثرت سے لعنت کرتی ہو اور اپنے شوہر کی ناشکری کرتی ہو، ناقص العقل اور ناقص الدین ہونے کے باوجود زیرک شخص کی عقل کو زائل کرنے والا میں نے تم کو دیکھا ہے، اس عورت نے پوچھا: یا رسول اللہ! ہماری عقل اور ہمارے دین کا نقصان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: عقل کی کمی تو یہ ہے دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر ہے اور دین میں کمی یہ ہے کہ ماہواری کے ایام میں تم نہ نماز پڑھ سکتی ہو اور نہ روزہ رکھ سکتی ہو۔

عَنْ أبِی هریرة أنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَطَبَ النَّاسَ فَوَعَظَهُمْ ثُمَّ قَالَ: "يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ، فَإِنَّكُنَّ أَكْثَرُ أَهْلِ النَّارِ" فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ: وَلِمَ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: "لِكَثْرَةِ لَعْنِكُنَّ يعنی وَكُفْرِكُنَّ الْعَشِيْرَ"، قَالَ: "مَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَدِيْنٍ أَغْلَبَ لِذَوِی الْأَلْبَابِ وَذَوِی الرَّأْيِ مِنْكُنَّ" قَالَتِ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ: وَمَا نُقْصَانُ عَقْلِهَا وَدِيْنِهَا؟ قَالَ: "شَهَادَةُ امْرَأَتَيْنِ مِنْكُنَّ بِشَهَادَةِ رَجُلٍ، وَنُقْصَانُ دِيْنِكُنَّ الْحَيْضَةُ، فَتَمْكُثُ إِحْدَاكُنَّ الثَّلَاثَ وَالْأَرْبَعَ لَا تُصَلِّیْ" رواه الترمذی فی "جامعه" فی الإیمان (باب فی استکمال الإیمان، برقم: ٢٦١٣) وَقَالَ: هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

یعنی، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے لوگوں کے سامنے خطبہ ارشاد فرمایا پس انہیں وعظ فرمایا پھر فرمایا: اے عورتوں!

صدقہ کرو، پس تم اکثر دوزخی ہو، تو ان میں سے ایک عورت نے عرض کی: کیوں یا رسول اللہ؟ فرمایا: تمہارے کثرت سے لعنت کرنے کے سبب اور شوہر کی ناشکری کرنے کی وجہ سے، فرمایا: میں نے ناقصات العقل اور ناقصات الدین کو دانا اور صاحبِ رائے مردوں پر تم سے زیادہ غالب آنے والا نہیں دیکھا، ان میں سے ایک عورت نے عرض کی: عورت کی عقل اور دین کا نقصان کیا ہے؟ فرمایا: تم میں سے دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر ہے، اور دین کا نقصان حیض ہے، پس تمہاری ایک (حیض کی وجہ سے) تین اور چار دن ٹھہرتی ہے نماز نہیں پڑھ سکتی۔

یہ تمام احادیث اس بات کا بیّن ثبوت ہیں کہ ایامِ مخصوصہ میں عورت کا نماز نہ پڑھنا اور روزہ نہ رکھنا نبی ﷺ کے حکم سے تھا اور عورتوں کا یہ عمل نبی ﷺ کے علم میں تھا۔

کیا عورتوں نے از خود حالتِ حیض میں نماز و روزہ چھوڑنا شروع کر دیا تھا وہ بھی اجتماعی طور پر کہ کسی نے اس کا خلاف نہ کیا۔ صحابیات کے بارے میں ایسا سوچنا بھی عبث ہے۔ پھر بھی اگر کوئی مصر ہو کہ سب عورتوں نے اجتماعی طور پر ان دو اہم عبادات کو اس حالت میں از خود ترک کرنا شروع کر دیا، نبی ﷺ نے انہیں کوئی حکم نہیں فرمایا تھا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر ایسا ہی ہوا ہوتا اور نبی ﷺ کی ازواج مطہرات بھی اس پر عمل پیرا تھیں اور ان کے اس فعل کی نبی ﷺ کو خبر تھی تو آپ ﷺ نے انہیں کوئی حکم کیوں نہ دیا اور عورتوں کے اس عمل کا صحابہ کرام کو تو علم تھا تو وہ اس پر ہرگز ہرگز خاموش نہ رہتے حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر شکایت کرتے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عبداللہ کے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دینے پر حضور ﷺ کی بارگاہ میں ان کی شکایت کی (صحیح مسلم، کتاب الطلاق) تو نبی ﷺ کوئی حکم ارشاد فرماتے اور اگر کوئی بات بھی تسلیم نہ کی جائے پھر یہ تو ماننا پڑے گا عورتوں کے عمل کا اللہ تعالیٰ کو تو علم تھا اور وہ نزولِ وحی کا زمانہ تھا اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی اپنے نبی کو عورتوں کے اس عمل سے آگاہ کیوں نہ کیا جیسا کہ دیگر امور میں آگاہ فرما دیا جاتا۔ اور عورتوں کا ان ایام میں نماز و روزہ ترک کرنا اور پھر نماز کی قضاء بھی نہ کرنا اگر اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف ہوتا۔ اور

عورتوں کا یہ عمل اگر حکم شرع نہ ہوتا عورتوں کے اس فعل کے ردّ میں وحی نازل کیوں نہ ہوگئی ۔ان ایام میں نماز و روزہ کا حکم ہوتا تو درکنار عورتیں ان ایام میں چھوڑی ہوئی نمازوں کی قضاء بھی نہیں کرتی تھیں تو عورتوں کو ان نمازوں کی قضاء کا بھی حکم نہ دیا گیا۔اس بارے میں قرآن کی کوئی آیہ کریمہ نازل ہوئی اور نہ کسی آیہ کریمہ میں اس طرف اشارہ ہے۔اور اگر ہے تو فریال خاتون اور اس کے ہم نوا ہمیں دکھائیں۔ہرگز نہیں دکھا سکتے کیونکہ ہے ہی نہیں۔

اور ان ایام کی چھوڑی ہوئی نمازوں کے بارے میں حدیث شریف میں ہے:

حدثنا قتادةُ ، قال: حدّثني معاذة، أنّ امْرَأةً قَالَتْ لِعَائِشَةَ أتَجْزِيْ إحْدَانَا صَلَاتَهَا إذَا طَهُرَتْ ؟ فَقَالَتْ: أحَرُوْرِيَّةٌ أنْتِ ؟ قَدْ كُنَّا نَحِيْضُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَا يَأْمُرُنَا بِه ، أوْ قَالَتْ: فَلَا نَفْعَلُهُ ـ رواه البخاري في "صحيحه" في كتاب الحيض (باب لاتقضي الحائض الصلاة)

یعنی، قتادہ کہتے ہیں کہ مجھے معاذہ نے حدیث بیان کی کہ ایک عورت نے امّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ ہم پاکی کے ایام میں (ماہواری کے ایام کی) نمازیں قضاء کرلیا کریں ؟ تو آپ نے فرمایا: کیا تو حروریہ ہے؟ ۔ہم حضور ﷺ کے ظاہری زمانۂ اقدس میں حیض میں مبتلا ہوتیں تو آپ ہمیں قضاء کا حکم نہیں دیتے۔

اسی طرح مزید روایات ہیں:

عن معاذة، أنَّ امْرَأةً سَألَتْ عَائِشَةَ فَقَالَتْ: تَقْضِيْ إحْدَانَا الصَّلَاةَ أيَّامَ مَحِيْضِهَا ؟ فَقَالَتْ عَائِشَةُ: أحَرُوْرِيَّةٌ أنْتِ ؟ قَدْ كَانَتْ إحْدَانَا تَحِيْضُ على عهد رسول الله ﷺ ، ثُمَّ لَا تُؤْمَرُ بِقَضَاءٍ ـ رواه مسلم في "صحيحه" في كتاب الحيض (باب وجوب قضاء الصوم على الحائض دون الصلاة ، برقم: ٦٧ـ٣٣٥)

یعنی، مُعَاذہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کیا ماہواری کے ایام کی نماز ہم کو قضاء کرنی چاہئے ۔حضرت

عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کہیں تم حروریہ (خارجیہ) تو نہیں ہو؟ ہم ازواجِ رسول اللہ ﷺ کو بھی ماہواری آتی تھی اور رسول اللہ ﷺ ہم کو نماز قضاء کرنے کا حکم نہیں دیتے تھے۔

عن يزيد قال: سَمِعْتُ مَعَاذَةَ: أنَّهَا سَألَتْ عَائِشَةَ أتَقْضِي الحَائِضُ الصَّلَاةَ ؟ فَقَالَتْ عَائِشَةُ: أحَرُوْرِيَّةٌ أنْتِ ؟ قَدْ كُنَّ نِسَاءُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ يَحِضْنَ أفَأمَرَهُنَّ أنْ يَجْزِيْنَ ؟ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: تَعْنِيْ يَقْضِيْنَ۔ رواه مسلم في "صحيحه" في كتاب الحيض (باب وجوب قضاء الصوم على الحائض دون الصلاة ، برقم: ٦٧ـ٣٣٥)

یعنی، حضرت معاذہ بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کیا ایام حیض میں نمازوں کی قضاء کرنی چاہئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کیا تم حروریہ ہو؟ رسول ﷺ کی ازواج حائضہ ہوتیں تو کیا حضور ﷺ ان کو نماز قضاء کرنے کا حکم دیتے تھے۔

اس کے تحت امام نووی متوفی ٦٧٦ھ لکھتے ہیں:

معناه لا يأمرها النبي ﷺ بالقضاء مع علمه بالحيض وتركها الصلاة في زمنه ولو كان القضاء واجباً لأمرها به (شرح صحيح مسلم، المجلد (٢)، كتاب الحيض، باب وجوب قضاء الصوم على الحائض دون الصوم، ص ٢٤ ، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت الطبعة الثالثة ١٤٢١ھ ـ ٢٠٠٠ م)

یعنی، اس کا معنی ہے کہ نبی ﷺ نے عورت کے حیض اور زمانۂ حیض میں ان کے نماز کو چھوڑنے کا علم رکھنے کے باوجود (زمانۂ حیض کی نمازوں کی) قضاء کا حکم ارشاد نہ فرمایا ، اور اگر (ان ایام کی نمازوں کی) قضاء واجب ہوتی (آپ ﷺ) عورت کو قضاء کا حکم ارشاد فرماتے۔

اور یہ مسئلہ ایسا ہے کہ حضرت صحابہ کرام اور تابعین عظام علیہم الرضوان میں سے کسی نے بھی اس کا خلاف نہیں کیا وہ تو صرف ایام ماہواری کی نمازوں کی قضاء کا قول کرنے والوں کو

بھی گمراہ خارجی سمجھتے تھے اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے جب ان ایام کی نمازوں کی قضاء کے بارے میں پوچھنے والی نے پوچھا تو آپ نے فرمایا: تُو حروریہ (یعنی خارجیہ) تو نہیں جو ایسے واضح ومتعین مسئلہ کے بارے میں پوچھتی ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

عَنْ مُعَاذَةَ قَالَتْ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ فَقُلْتُ: مَا بَالُ الْحَائِضِ تَقْضِي الصَّوْمَ وَلَا تَقْضِي الصَّلَاةَ، فَقَالَتْ: أَحَرُورِيَّةٌ أَنْتِ؟ قُلْتُ: لَسْتُ بِحَرُورِيَّةٍ وَلٰكِنِّي أَسْأَلُ، قَالَتْ كَانَ يُصِيبُنَا ذٰلِكَ، فَنُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّوْمِ وَلَا نُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّلَاةِ ـ رواه مسلم في "صحيحه" في كتاب الحيض (باب وجوب قضاء الصوم على الحائض دون الصلاة برقم: ٦٩ـ٣٣٥)

یعنی، معاذہ روایت کرتی ہیں کہ سیدہ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کیا وجہ ہے کہ حائضہ عورت روزہ تو قضاء کرتی ہے نماز قضاء نہیں کرتی، تو آپ نے پوچھا کیا تو حروریہ ہے؟ میں نے عرض کیا میں حروریہ نہیں ہوں محض جاننا چاہتی ہوں؟ آپ نے فرمایا: حیض کے ایام میں ہمیں روزوں کی قضاء کا تو حکم دیا جاتا تھا اور نمازوں کی قضاء کا حکم نہ دیا جاتا ۔

اور ''حروراء'' کیا ہے اس کے بارے میں علامہ نووی لکھتے ہیں:

وهي نسبة إلى حروراء وهي قرية بقرب الكوفة، قال السمعاني: هو موضع على ميلين من الكوفة كان أول اجتماع الخوارج به: قال الهروي: تعاقدوا في هذه القرية فنسبوا إليها (شرح صحيح مسلم، المجلد (٤)، كتاب الحيض، باب وجوب قضاء الصوم على الحائض دون الصلاة، ص ٢٣، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت الطبعة الثالثة ١٤٢١هـ ـ ٢٠٠٠م)

یعنی، ''حروریہ'' حروراء کی طرف نسبت ہے اور یہ کوفہ کے قریب ایک گاؤں ہے ۔ سمعانی نے کہا وہ کوفہ سے دو میل کے فاصلے پر ایک جگہ ہے خوارج کا پہلا اجتماع اسی جگہ ہوا تھا، ہروی نے کہا: خوارج نے اس گاؤں میں باہم

عہد و پیمان کیا تھا تو اسی گاؤں کی طرف منسوب کئے گئے ۔

اور اُمّ المؤمنین نے اس عورت کو حروریہ اس لئے کہا تھا کہ یہ خارجی لوگ عورت پر ایامِ ماہواری کی نمازوں کی قضاء کے وجوب کے قائل تھے ۔

چنانچہ قاضی عیاض متوفی ۵۴۴ھ لکھتے ہیں:

إنما قالت عائشة لها هذا الكلام لأن طائفة من الخوارج يرون على الحائض قضاء الصلاة لأن لم تسقط عنها في كتاب الله على أصلهم في ردّ السنّة على خلاف بينهم في المسأله (إكمال المعلم بفوائد مسلم، المجلد (٢)، كتاب الحيض، باب وجوب قضاء الصوم على الحائض دون الصلاة، ص ١٨٣، مطبوعة: دار الوفاء، بيروت، الطبعة الثالثة ١٤١٩هـ ـ ١٩٩٨م)

یعنی، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس عورت سے یہ کلام صرف اس لئے کیا کہ خوارج کی ایک جماعت حائضہ پر (ایام ماہواری کی نمازوں کی) قضاء لازم سمجھتی تھی کیونکہ حائضہ سے کتاب اللہ (یعنی قرآن) میں (ان ایام کی) نمازیں ساقط نہیں کی گئیں ۔ اس مسئلہ میں ان کے مابین اختلاف کی بناء پر ردِ سنّت کے اپنے اصول پر چلتے ہوئے (انہوں نے یہ کیا) ۔

اور تو اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول أَحَرُورِيَّةٌ أَنْتِ؟ بمعنی أَخَارِجِيَّةٌ أَنْتِ؟ ہے یعنی کیا تو ''حروریہ'' ہے؟ بمعنی کیا تو ''خارجیہ'' ہے؟ کے ہے ۔

اور امام نووی لکھتے ہیں:

فمعنى قول عائشة رضي الله عنها أن طائفة من الخوارج يوجبون على الحائض قضاء الصلاة الفائتة في زمن الحيض وهو خلاف إجماع المسلمين

یعنی، تو قول عائشہ رضی اللہ عنہا کا معنی یہ ہے کہ بے شک خوارج کی ایک جماعت حائضہ پر ایام حیض کی فوت شدہ نمازوں کی قضاء واجب قرار دیتی ہے حالانکہ یہ اجماع المسلمین کے خلاف ہے ۔

اگر کوئی یہ کہہ دے کہ ایام ماہواری میں نماز نہ پڑھنے یا ان کی قضاء نہ کرنے کے بارے میں جو احادیث سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہیں کیا ضروری ہے کہ ہم انہیں مان لیں اور وہ ہمارے لئے قابل حُجت ہوں تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اعتراض بالکل بے بنیاد ہے کیونکہ مندرجہ بالا سطور میں حضرت جابر، ابو سعید خدری، ابن عمر، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے مروی احادیث ذکر کی گئی ہیں جو اجماع المسلمین کی مؤید ہیں اور اس کے علاوہ عرض یہ ہے ایسے مسائل میں صحابہ کرام علیہم الرضوان ازواج مطہرات کی طرف ہی رجوع کیا کرتے تھے اور ہماری اس بات کی تائید اثر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہوتی ہے چنانچہ علامہ ابن البر نقل کرتے ہیں:

قال عجلان أبو غالب: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ النُّفَسَاءِ وَالْحَائِضِ، هَلْ تَقْضِيَانِ الصَّلَاةَ إِذَا طَهُرَتَا؟ قَالَ: هٰؤُلَاءِ نِسَاءُ النَّبِيِّ - عَلَيْهِ السَّلَام - لَوْ فَعَلَتْ ذٰلِكَ أَمَرْنَا نِسَاءَ نَا بِهٖ (الإستذكار: ۱/ ۳۳۹-۳۴۰)

یعنی عجلان ابو غالب کہتے ہیں میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نفاس والی اور حیض والی عورت کے بارے میں پوچھا، کیا وہ دونوں جب حیض و نفاس سے پاک ہوں تو (ان ایام میں چھوڑی ہوئی) نمازیں قضاء کریں گی؟ آپ رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ نبی ﷺ کی ازواج مطہرات ہیں، اگر وہ ان ایام کی چھوڑی ہوئی نمازیں قضاء کرتی ہیں تو ہم بھی اپنی عورتوں کو حکم دیں۔

اس کے علاوہ کُتُبِ احادیث میں متعدد شواہد ایسے ملیں گے جن میں خصوصاً ایسے مسائل ہیں جن کا تعلق عورتوں سے ہے صحابہ کرام نے ازواج مطہرات سے عموماً اور سیدہ عائشہ سے خصوصاً رجوع کیا۔

اور ان خارجی لوگوں کا استدلال بھی یہی تھا کہ کتاب اللہ میں نہیں ہے جیسا کہ فریال صاحبہ کا پورا زور اسی بات پر ہے کہ قرآن میں نہیں ہے کہ عورت ایام ماہواری میں نماز نہ پڑھے اس لئے اس نے اسے ماننے سے انکار کر دیا ایسے لوگوں کے بارے میں ارشاد ہے چنانچہ علامہ ابن عبد البر متوفی ۴۶۳ھ نے نقل کرتے ہیں:

وروينا عن حذيفة أنه قَالَ: لَيَكُوْنَنَّ قَوْمٌ" فِيْ آخِرِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ يُكَذِّبُوْنَ أُوْلَاهُمْ وَيَلْعَنُوْنَهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ: جَلَدُوْا فِي الْخَمْرِ، وَذٰلِكَ لَيْسَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ، وَرَجَمُوْا وَلَيْسَ ذٰلِكَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ، وَمَنَعُوْا الْحَائِضَ الصَّلَاةَ وَلَيْسَ ذٰلِكَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ"

یعنی، ہم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا: ضرور ضرور اس امت کے آخر میں ایک ایسی قوم ہوگی جو اپنے اگلوں کو جھٹلائے گی اور انہیں لعنت کرے گی اور وہ لوگ کہیں گے (ہمارے اگلوں نے) شراب میں کوڑے لگائے حالانکہ وہ (سزا) کتاب اللہ میں (مذکور) نہیں، اور انہوں نے رجم (سنگسار) کیا حالانکہ وہ (سزا) کتاب اللہ میں (مذکور) نہیں، انہوں نے حائضہ کو نماز سے روکا حالانکہ وہ (حکم) کتاب اللہ میں (مذکور) نہیں۔

علامہ ابن البر لکھتے ہیں:

وهذا كلّه قد قال وهم غالية الخوارج، على أنهم اختلفوا فيه أيضاً وكلّهم أهل زيغٍ وضلالٍ (الإستذكار، المجلد (۱)، كتاب الطهارة، باب (۲۷)، الاستحاضة، ص ۳۴۰، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت الطبعة الأولى ۱۴۲۱ھ- ۲۰۰۰ م)

یعنی، یہ تمام ایک غالی خارجی قوم نے کہا اس بناء پر کہ انہوں نے اس میں بھی اختلاف کیا اور وہ سارے کے سارے اہل باطل و گمراہ ہیں۔

قرآنی آیات، احادیث مبارکہ و آثار صحابہ اور مفسرین و محدثین سے ظاہر ہوا کہ حالتِ حیض میں عورت نماز نہیں پڑھے گی اور نہ ان ایام کی نمازوں کی قضاء کرے گی اور نہ روزہ رکھے گی اور ان ایام کے روزوں کی قضاء کرے گی اور امت مسلمہ کا اس پر اجماع ہے اور اس پر بھی اجماع ہے کہ نفاس والی عورت ان احکام میں حائضہ کی مثل ہے۔

اجماع

۱۔ عورت ایام ماہواری میں نماز نہیں پڑھے گی اور اس پر اُمّت کا اجماع ہے۔

حافظ ابن عبدالبر متوفی ۴۶۳ھ لکھتے ہیں:

فبان بذلك أن الحائض لا تصلّي وهذا إجماع اهـ (التمهيد ۱۶/ ۲۷)

یعنی، پس اس سے ظاہر ہوا کہ حائضہ نماز نہیں پڑھے گی اور یہ اجماع ہے۔

اور لکھتے ہیں:

وهذا نصٌّ صريحٌ في أن الحائض تترك الصلاة ...... والأمة مجمعة على ذلك (التمهيد۱۶/ ۱۰۷)

یعنی، اور یہ اس بیان میں نص صریح ہے کہ حائضہ (ایام ماہواری میں) نماز ترک کرے گی ...... اور اس پر اجماع ہے۔

اور فرماتے ہیں:

وهذا نصّ ثابتٌ عنه ـ عليه السلام ـ في أن الحيض يمنع من الصلاة، وهذا إجماع من علماء المسلمين، نقلته الكافة، كما نقلته الآحاد العدول، ولا مخالف فيه إلا طائفة من الخوارج يرون على الحائض الصلاة اهـ (الإستذكار: ۲/ ۴۵، ۴۷)

یعنی، اور یہ نبی علیہ السلام سے اس بیان میں نص ثابت ہے کہ حیض نماز کو مانع ہے، اور یہ علماء المسلمین کا اجماع ہے، اسے تمام نے نقل کیا، جیسا کہ نقل کیا اسے آحاد عدول نے، اور اس میں کوئی مخالف نہیں سوائے خوارج کی ایک جماعت کے جو حائضہ پر نماز (کی قضاء کو فرض) سمجھتی ہے۔

اور فرمایا:

وأجمع العلماء علىٰ أن الحائض لا تصلّي اهـ (الكافي: ۱/ ۱۸۵)

یعنی، علماء کا اس پر اجماع ہے کہ حائضہ (ایام حیض میں) نماز نہیں پڑھے گی۔

ابن جریر:

اور امام ابن جریر الطبری متوفی ۳۱۰ھ لکھتے ہیں:

أجمعوا على أن عليها اجتناب كل الصلوات فرضها ونفلها اهـ

أنظر: (المجموع: ۲/ ۳۸۳، ۳۸۴)

یعنی، انہوں نے اس پر اجماع کیا کہ حائضہ عورت پر (ایام حیض میں) فرض ونفل تمام نمازوں سے اجتناب لازم ہے۔

ابن المنذر:

اور علامہ ابن المنذر متوفی ۳۱۸ھ لکھتے ہیں:

وأجمعوا على إسقاط فرض الصلاة عن الحائض (الإجماع لابن المنذر: ۳۵، ۴۰)

یعنی، ان کا حائضہ عورت پر سے فرض نماز کے ساقط ہونے پر اجماع ہے۔

اور دوسری جگہ فرمایا:

وأجمعوا أن الحائض لا صلاة عليها في أيام حيضتها اهـ

یعنی، ان کا (اس پر) اجماع ہوا کہ حائضہ پر اس کے ایام حیض میں نماز فرض نہیں۔

اور دوسری کتاب میں فرمایا:

أجمع أهل العلم لا اختلاف بينهم على إسقاط فرض الصلاة عن الحائض في أيام حيضتها اهـ (الأوسط: ۲/ ۲۰۲، ۲۱۸، ۲۴۵ أيضاً ۴/ ۳۸)

یعنی، اہلِ علم کا حائضہ پر سے ایام حیض میں فرض نماز کے ساقط ہونے پر اجماع ہے اور ان کا اس مسئلہ میں آپس میں کوئی اختلاف نہیں۔

اور فرمایا:

ونفى الجميع عنها وجوب الصلاة ، وسقط عنها فرض الصلاة لاتفاقهم اهـ

یعنی، سب نے حائضہ عورت سے (ایامِ حیض میں) وجوبِ نماز کی نفی کی پس ثابت ہوگیا کہ اہل اسلام کے اتفاق سے حائضہ پر سے ایامِ حیض میں فرض نماز ساقط ہے۔

اور فرمایا:

وقد أجمع أهل العلم علىٰ التفريق بينهما ، قالوا: دم الحيض مانع من الصلاة ، ودم الاستحاضة ليس كذلك اهـ

یعنی، اہلِ علم کا حیض اور استحاضہ کے حکم کے جدا جدا ہونے پر اجماع ہے خونِ حیض نماز کو مانع ہے اور خونِ استحاضہ اس طرح نہیں (یعنی مانع نہیں)۔

اور فرمایا:

وقد أجمع أهل العلم علىٰ أن لاصلاة على الحائض اهـ

یعنی، اہلِ علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ حائضہ پر (ایامِ حیض میں) نماز (فرض) نہیں۔

ابن حزم:

اور علامہ ابن حزم ظاہری متوفی ۴۵۶ھ لکھتے ہیں:

واتفقوا علىٰ أن الحائض لا تصلّي ولا تصوم أيام حيضها اهـ

(مراتب الإجماع ۳۲۳)

یعنی، علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حائضہ اپنے ایامِ حیض میں نماز نہیں پڑھے گی اور نہ روزہ رکھے گی۔

اور دوسری کتاب میں فرمایا:

وأما امتناع الصلاة والصوم والطواف والوطء في الفرج حال الحيض فإجماع متيقّن مقطوع به ، لا خلاف بين أحد من أهل الإسلام فيه ، وقد خالف في ذلك قوم من الأزارقة حقّهم ألا يعدوا في أهل الإسلام اهـ (المحلىٰ: ۱/۳۸۰، مسألةرقم: ۲۵۴)

یعنی، مگر حالتِ حیض میں نماز روزہ، طواف، وطی فی الفرج کا ممنوع ہونا تو یہ یقینی قطعی اجماع ہے اور اس میں اہلِ اسلام میں سے کسی کا اختلاف نہیں، اس کا ارزاقہ کی ایک جماعت نے اس کا خلاف کیا ہے اور حق یہ ہے کہ انہیں اہل اسلام میں سے شمار نہ کیا جائے۔

باجی مالکی:

اور علامہ باجی مالکی متوفی ۴۷۴ھ لکھتے ہیں:

(فاتركي الصلاة) تضمن نهي الحائض عن الصلاة وهو للتحريم، ويقتضي فساد الصلاة بالإجماع اهـ (المنتقى: ۱/۱۲۲)

یعنی، پس تو (حالتِ حیض میں) نماز کو چھوڑ دے (یہ نہی) حائضہ کو نماز سے ممانعت کو متضمن ہے، اور نہی للتحریم ہے، اور اس کا مقتضی بالاجماع (حالتِ حیض میں) نماز کا فساد ہے۔

ابن رشد:

اور علامہ ابن رشد متوفی ۵۲۰ھ لکھتے ہیں:

ودم الحيض والنفاس يمنع من خمسة عشر شيئاً ، العشرة الأشياء منها متفق عليها ، والخمسة مختلف فيها ، فأما العشرة المتفق عليها...... والثاني وجوب الصلاة ، لاخلاف أن الصلاة ساقطة عن

الحائض والنفساء اھ (مقدمات ابن رشد ۱/۹۶)

یعنی، خونِ حیض ونفاس پندرہ اشیاء کو مانع ہیں، ان میں سے دس متفق علیہا ہیں اور پانچ مختلف فیھا ہیں، مگر دس متفق علیہا ہیں اور دوسرا وجوب نماز ہے، اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ حائضہ اور نفساء سے نماز ساقط ہے۔

ابن ہبیرہ:

اور علامہ ابن ہبیرہ متوفی ۵۶۰ھ لکھتے ہیں:

وأجمعوا علىٰ أن فرض الصلاة ساقط عن الحائض مدة حيضها، وأنه لا يجب عليها قضاؤها اھ (الإفصاح: ۱/۹۵)

یعنی، اور ان کا اس پر اجماع ہے حائضہ سے مدت حیض میں فرض نماز ساقط ہے اور اس پر ان نمازوں کی قضاء واجب نہیں۔

ابن رشد الحفید:

اور علامہ ابن رشد الحفید متوفی ۵۹۵ھ لکھتے ہیں:

واتفق المسلمون علىٰ أن الحيض يمنع أربعة أشياء: (أحدها) فعل الصلاة ووجوبها، أعني أنه ليس يجب علىٰ الحائض قضاؤها بخلاف الصوم اھ (بداية المجتهد: ۲/۵۹)

یعنی، مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حیض چار اشیاء کو مانع ہے، ان میں سے ایک فعل نماز اور وجوب نماز ہے، میری مراد ہے کہ حائضہ پر اس کی قضاء واجب نہیں بخلاف روزے کے۔

قرطبی:

اور امام قرطبی متوفی ۶۷۱ھ لکھتے ہیں:

أجمع العلماء علىٰ أن للمرأة ثلاثة أحكام في رؤيتها الدم الظاهر

السائل من فرجها، فمن ذلك الحيض المعروف، ودمه أسود خاثر تعلوه حمرة، تترك له الصلاة والصوم لا خلاف في ذلك اھ (تفسير القرطبي: ۳/۸۲)

یعنی، علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ عورت کے اپنی فرج سے بہنے والا ظاہر خون دیکھنے میں تین احکام ہیں، پس ان میں سے حیض ہے جو کہ معروف ہے، اس کا خون گاڑھا سیاہ سرخی مائل ہوتا ہے، اس خون کی وجہ سے عورت نماز اور روزہ ترک کرے گی اس میں کوئی اختلاف نہیں۔

امام نووی:

اور علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں کہ امام یحیٰی بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ نے "شرح المهذب" میں فرمایا:

أجمعت الأمة علىٰ أن الحيض يحرم عليها الصلاة فرضها ونفلها، وأجمعوا علىٰ أنه يسقط عنها فرض الصلاة فلا تقضي إذا (منحة الخالق على البحر الرائق: ۱/۱۹۳)

یعنی، اُمّت کا اس پر اجماع ہے کہ حائضہ عورت پر (ایام حیض میں) فرض ونفل نماز پڑھنا حرام ہے، اور اس پر اجماع ہے کہ حائضہ عورت سے (ایام حیض کی) فرض نماز ساقط ہے جب پاک ہوگی تو ان کی قضاء نہیں کرے گی۔

اور فرمایا:

وأما الحائض والنفساء فلا صلاة عليهما ولا قضاء بالإجماع اھ

یعنی، مگر حائضہ اور نفاس والی عورتیں تو بالاجماع نہ ان پر نماز فرض ہے اور نہ ان کی قضاء لازم ہے۔

اور دوسری کتاب میں فرمایا:

وفي هذا نهي لها عن الصلاة زمن الحيض، وهو نهي تحريم، ويقتضي فساد الصلاة هنا بإجماع المسلمين ...... وقد أجمع العلماء علىٰ أنها ليست مكلفة بالصلاة وعلىٰ أنه لا قضاء عليها اھ (شرح صحيح مسلم: ٢١/٤، ٢٦، ٢٧)

یعنی، اس میں حائضہ عورت کے لئے زمانۂ حیض میں نماز سے ممانعت ہے، اور وہ نہی تحریم کے لئے ہے، اور نہی یہاں باجماع المسلمین فسادِ نماز کو مقتضی ہے......اور علماء نے حائضہ کے (ایامِ حیض میں) مُکلّفہ بالصلاۃ نہ ہونے اور (ان ایام کی) اس پر قضاء نہ ہونے پر اجماع کیا۔

اور دوسری جگہ فرمایا:

قولها (فنؤمر بقضاء الصوم ولا نؤمر بقضاء الصلاة) هذا الحكم متفق عليه، أجمع المسلمون علىٰ أن الحائض والنفساء لا تجب عليهما الصلاة ولا الصوم في الحال، وأجمعو علىٰ أنه لا يجب عليهما قضاء الصلاة اھ

یعنی، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول کہ ''پس ہمیں روزے کی قضاء کا حکم دیا گیا اور نماز کی قضاء کا حکم نہ دیا گیا'' یہ حکم متفق علیہ ہے، مسلمانوں نے اجماع کیا کہ حیض اور نفاس والی عورت دونوں پر نماز واجب نہیں اور نہ روزہ فی الحال، اور انہوں نے اس پر اجماع کیا کہ ان پر نماز قضاء واجب نہیں۔

اور فرمایا:

فمعنىٰ قول عائشة رضي الله عنها: أن طائفة من الخوارج يوجبون علىٰ الحائض قضاء الصلاة الفائتة في زمن الحيض، وهو خلاف إجماع المسلمين اھ

یعنی، پس اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کا معنی یہ ہے کہ: خوارج کی جماعت حائضہ عورت پر زمانۂ حیض کی فوت شدہ نمازوں کی قضاء واجب کرتی ہے اور یہ اجماع المسلمین کے خلاف ہے۔

قرافی:

اور علامہ قرافی متوفی ۶۸۴ھ لکھتے ہیں:

الحيض والنفاس، قال في التلقين: يمنعان أحد عشر حكماً وجوب الصلاة، وصحة فعلها ......أما الأول والثاني فبالإجماع اھ (الذخيرة: ١/٣٧٤)

یعنی، حیض اور نفاس، ''تلقین'' میں فرمایا: یہ دونوں گیارہ احکام کو مانع ہیں، وجوبِ نماز اور صحتِ نماز کو......مگر پہلا اور دوسرا حکم تو بالاجماع ہے۔

ابن تیمیہ:

اور علامہ ابن تیمیہ متوفی ۷۲۸ھ لکھتے ہیں:

أن الحائض لا يحلّ لها أن تصلي ولا تصوم فرضاً ولا نفلاً، فإذا طهرت وجب عليها قضاء الصوم المفروض دون الصلاة، وهذا مما اجتمعت عليه الأمة اھ (شرح العمدة: ١/ ٤٥٧، ٤٥٨)

یعنی، حائضہ عورت کے لئے فرض و نفل نماز پڑھنا روزہ رکھنا حلال نہیں، جب حیض سے پاک ہو جائے تو اس پر فرض روزوں کی قضاء واجب ہے سوائے نماز کے، اور یہ وہ مسئلہ ہے جس پر امت کا اجماع ہے۔

اور دوسری کتاب میں لکھا:

كما يحرم علىٰ الحائض الصلاة، والصيام بالنصّ والإجماع اھ (مجموع الفتاوى: ٢٦/ ١٧٦)

یعنی، جیسا کہ حائضہ پر (ایامِ حیض میں) نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا نص

اور اجماع کے ساتھ حرام ہیں۔

ابن جزی:

اور علامہ ابن جزی المالکی متوفی ۷۴۱ھ لکھتے ہیں:

إلا أنها تقضيه ولا تقضي الصلاة إجماعاً اھ (قوانين الأحكام الشرعية: ۴۲)

یعنی، مگر یہ کہ وہ اجماعاً (ایامِ حیض کے چھوڑے ہوئے) روزے قضاء کرے اور (ان ایام کی) نماز قضاء نہیں کرے گی۔

زیلعی:

اور امام عثمان بن علی زیلعی حنفی متوفی ۷۴۳ھ لکھتے ہیں:

(يمنع صلاة وصوماً) أي الحيض يمنع صلاة وصوماً لإجماع المسلمين على ذلك، قال رحمه الله (وتقضيه دونها) أي تقضي الصوم دون الصلاة......وعليه انعقد الإجماع اھ (تبيين الحقائق: ۱/ ۵۶)

یعنی، حیض نماز اور روزے کو مانع ہے، مسلمانوں کا اس پر اجماع ہونے کی وجہ سے، مصنف علیہ الرحمہ نے فرمایا: وہ (ایامِ حیض کے) روزے قضاء کرے سوائے نماز کے......اور اسی پر اجماع منعقد ہوا۔

ابن مفلح:

اور علامہ ابن مفلح صاحب الفروع متوفی ۷۶۳ھ لکھتے ہیں:

وهو دم طبيعة يمنع الطهارة له ...... والصلاة إجماعاً ولا تقضيها إجماعاً اھ (الفروع: ۱/ ۲۶۰)

یعنی، اور وہ حیض خونِ طبعیہ ہے جو اُسے طہارت کو مانع ہے......اور نماز کو اجماعاً مانع ہے اور اجماعاً نماز کی قضاء نہیں کرے گی۔

زرکشی:

اور علامہ زرکشی متوفی ۷۷۲ھ لکھتے ہیں:

ومقتضى كلام الخرقي أن الصلاة ساقط عن الحائض مدة حيضها، وأنه لا يجب عليها قضاؤه وهو إجماع اھ (شرح الزركشي: ۱/ ۲۶۰)

یعنی خِرقی کے کلام کا مقتضیٰ یہ ہے کہ حائضہ پر (ایامِ حیض میں) نماز واجب نہیں اور یہ اجماع ہے۔

صفدالعثمانی:

قاضی صفدالعثمانی متوفی ۷۸۰ھ لکھتے ہیں:

اتفق الأمة على أن فرض الصلاة ساقط عن الحائض مدة حيضها، وأنه لا يجب عليها قضا اھ (رحمة الأمة: ۲۸)

یعنی، ائمہ اس پر متفق ہیں کہ مدتِ حیض میں حائضہ سے نماز ساقط ہے، اور یہ کہ اس پر اس کی قضاء واجب نہیں۔

الأبی:

اور علامہ ابوعبداللہ الأبی متوفی ۸۲۷ھ لکھتے ہیں:

وأجمع المسلمون على أنها غير مخاطبة، فلا تصلّى ولا تقضي اھ (إكمال المعلم: ۱/ ۱۰۴)

یعنی، مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ وہ (حائضہ ایامِ حیض میں) مخاطبہ نہیں، تو وہ نہ نماز پڑھے گی اور نہ قضاء کرے گی۔

ابن حجر:

ابن حجر اور امام حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ نے اس اجماع کو حکایت کیا ہے۔

(فتح الباری: ۱/ ۳۳۲)

مرداوی:

اور مرداوی متوفی ۸۸۵ھ لکھتے ہیں:

قوله (ويمنع عشرة أشياء: فعل الصلاة ووجوبها) وهذا بلا نزاع ، ولا تقضيها إجماعاً اھ (الإنصاف: ۱/۳٤٦)

یعنی، مصنف کا قول ''اور حیض دس اشیاء کو مانع ہے'' اور یہ بلانزاع ہے اور نہ اسے قضاء کرے گی اجماعاً۔

عینی:

اور علامہ بدرالدین عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

الثالث: فيه نهي للمستحاضة عن الصلاة في زمن الحيض ، وهو نهي تحريم ، ويقتضي فساد الصلاة هنا بإجماع المسلين اھ

(عمدة القاری: ۳/۱٤۲، ۳۰۱، ۳۰۰)

یعنی، تیسرا یہ کہ اس میں مستحاضہ کے لئے زمانہ حیض میں نماز سے نہی (یعنی ممانعت) ہے اور نہی تحریمی ہے، اور یہاں باجماع المسلمین نہی فسادِ نماز کا تقاضا کرتی ہے (یعنی اگر پڑھے گی تو نماز فاسد ہوگی)۔

اور فرمایا:

إن الحائض لا تقضي الصلاة ، ولا خلاف في ذلك بين الأمة إلا لطائفة من الخوارج ...... أجمع المسلمون على أن الحائض والنفساء لا يجب عليهما الصلاة ولا الصوم في الحال ، وعلى أنه لا يجب عليهما قضاء الصلاة اھ

یعنی، حائضہ نماز قضا نہیں کرے گی، اور اس مسئلہ میں اُمّت میں کوئی اختلاف نہیں سوائے خوارج کی ایک جماعت کے (جس نے اختلاف

کیا) ...... مسلمانوں کا اجماع ہے حیض اور نفاس والی دونوں پر نماز واجب نہیں اور نہ روزہ فی الحال، اور اس پر اجماع ہے کہ ان پر (ان ایام کی نمازوں کی) قضاء واجب نہیں۔

اور فرمایا:

لأن طائفة من الخوارج يوجبون على الحائض قضاء الصلاة الفائتة في زمن الحيض ، وهو خلاف الإجماع اھ

یعنی، کیونکہ خوارج کی جماعت حائضہ پر ایام حیض کی نمازوں کی قضاء کو واجب کرتی ہے اور یہ خلاف اجماع ہے

ابن الھادی:

اور علامہ ابن عبدالھادی متوفی ۹۰۹ھ لکھتے ہیں:

الحيض مانع (إجماعاً) فعل الصلاة ، ووجوبها (إجماعاً) اھ

(مغني ذوي الأفهام: ٤٧)

یعنی، حیض اجماعاً فعل نماز کو مانع ہے اور اجماعاً اس کے وجوب کو مانع ہے۔

ابن نجیم حنفی:

علامہ زین الدین ابن نجیم حنفی متوفی ۹۷۰ھ لکھتے ہیں: امام نووی نے حائضہ پر سے وجوب نماز کے سقوط پر اجماع نقل کیا ہے (البحر الرائق شرح كنز الدقائق: ۱/۱۹٤)

ملا علی قاری:

اور ملا علی القاری متوفی الحکمی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

(يمنع) أي: الحيض (الصلاة والصوم) بإجماع المسلمين (ويقضي هو) أي الصوم (لا هي) أي الصلاة ...... وعليه الإجماع اھ (فتح الباب العناية: ۱/۱۲٦)

یعنی، حیض باجماع المسلمین نماز اور روزہ کو مانع ہے، روزہ قضاء کیا جائے گا نہ کہ نماز......اور اس پر اجماع ہے۔

شیخی زادہ:

اور علامہ شیخی زادہ الحنفی متوفی ۱۰۷۸ھ لکھتے ہیں:

(یمنع الصلاة والصوم) للإجماع علیه (وتقضیه دونها) أی تقضی الصوم دون الصلاة اھ (مجمع الأنھر فی شرح ملتقی الابحر: ۱/۵۲)

یعنی، حیض نماز اور روزہ کو مانع ہے اس پر اجماع ہونے کی وجہ سے، اور روزہ کو قضاء کرے گی سوائے نماز کے۔

قاضی ثناء اللہ حنفی:

اور یہ ممانعت ایسی ہے جس پر صحابہ کرام، تابعین، عظام، ائمہ فقہاء، متقدمین و متاخرین علماء غرض یہ کہ سب کا اجماع ہے۔

چنانچہ علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی عثمانی حنفی نقشبندی متوفی ۱۲۲۵ھ فرماتے ہیں:

"وأجمعوا علی أن الحیض یمنع جواز الصلاة ووجوبها ویمنع جواز الصوم لا وجوبها، قلنا: لا تقضی الصلوة وتقضی الصوم قالت عائشة: "كُنَّا نَحِيضُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلَا يَأْمُرُنَا بِقَضَاءِ الصَّلَاةِ۔ ولا یأمرنا بقضاء الصلوة رواه مسلم والترمذی وھذا حدیث مشهور روی معناه عن کثیر من الصحابة صریحاً ودلالةً" (تفسیر مظهری، المجلد(۱) ص ۳۱۱، مطبوعة: دار أحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان)

''اس پر انہوں نے اجماع کیا کہ بے شک حیض نماز کے جواز اور اس کے وجوب کو روکتا ہے اور روزے کے جواز کو روکتا ہے اور اس کے وجوب کو نہیں۔ ہم نے کہا (حائضہ) نماز کی قضاء نہیں کرے گی اور

روزے کی قضاء کرے گی (جیسا کہ) اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کہ ہمیں رسول ﷺ کے ظاہری زمانہ مبارکہ میں جب حیض آتا تو وہ ہمیں روزوں کے قضاء کا تو حکم فرماتے نماز کی قضاء کا حکم نہ دیتے۔ اس حدیث کو مسلم اور ترمذی نے روایت کیا۔ اور یہ حدیث مشہور ہے اس کے معنی کثیر صحابہ کرام نے صراحۃً اور دلالۃً روایت کئے ہیں۔''

رحیبانی:

اور علامہ رحیبانی متوفی ۱۲۴۳ھ لکھتے ہیں:

ویمتنع بحیض اثنا عشر شیئاً...... والثالث: وجوب صلاة إجماعاً اھ (مطالب أولی النھی ۱/۲۴۰)

یعنی، حیض بارہ اشیاء کو مانع ہے......تیسری شے اجماعاً وجوبِ نماز ہے۔

شوکانی:

اور قاضی شوکانی (غیر مقلد) متوفی ۱۲۵۰ھ لکھتے ہیں:

وقد أجمعوا أن الحائض لا تصلّی اھ (نیل الأوطار: ۱/۳۲۳، ۳۲۸)

یعنی، اور انہوں نے اس پر اجماع کیا کہ حائضہ (ایامِ حیض میں) نماز نہیں پڑھے گی۔

ابن عابدین شامی حنفی:

علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:

لأن فی قضاء الصلاة حرجاً بتکررها فی کل یوم وتکرر الحیض فی کل شهر، بخلاف الصوم فإنه یجب فی السنة شهراً واحداً، وعلیه انعقد الإجماع اھ (حاشیة ابن عابدین: ۱/۳۰۲)

یعنی، کیونکہ نماز کے ہر روز تکرار اور حیض کے ہر ماہ تکرار کی وجہ سے قضاء

نماز میں حرج ہے، بخلاف روزے کے کیونکہ وہ سال میں ایک ماہ فرض ہیں اور اسی پر اجماع ہوا۔

اور دوسری کتاب میں فرمایا:

إذا السقوط قدر متفق علیہ اھ ، یعنی سقوط الصلاۃ عن الحائض ، کما حکی الإجماع عن النووی بتحریم الصلاۃ علیٰ الحائض وأنھا لا تقضی إذا طھرت (منحۃ الحقائق علی البحر الرائق: ۱/۱۹۳، ۱۹۴)

یعنی، کیونکہ حائضہ سے (ایام حیض میں) نماز کا ساقط ہونا قدر متفق علیہ ہے جیسا کہ امام نووی سے حائضہ پر نماز کے حرام ہونے اور حیض سے پاک ہونے کے بعد ان کی قضاء نہ کرنے سے اجماع کی حکایت کی گئی۔

مستند الاِ جماع: حائضہ ایام حیض میں نماز نہ پڑھے۔

حدیث شریف ہے:

عن أبی سعید الخدری ﷺ أنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ لِلنِّسَاءِ: "أَلَیْسَ شَھَادَۃُ الْمَرْأَۃِ مِثْلَ نِصْفِ شَھَادَۃِ الرَّجُلِ "؟ قُلْنَ: بَلیٰ قَالَ: "فَذٰلِکُنَّ مِنْ نُقْصَانِ عَقْلِھا أَلَیْسَ إِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ "؟ قُلْنَ: بَلیٰ قَالَ: "فَذٰلِکُنَّ مِنْ نُقْصَانِ دِیْنِھَا " (متفق علیہ و سبق تخریجہ)

یعنی، حضرت ابوسعید الخدری ﷺ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے عورتوں سے فرمایا: "کیا عورت کی گواہی مرد کی گواہی کے نصف کی مثل نہیں"؟ عرض کیا: جی ہاں! فرمایا: "تو یہی اس کی عقل کا نقصان ہے، کیا جب وہ حائضہ ہوتی ہے تو نہ نماز پڑھتی ہے اور نہ روزہ رکھتی"؟ عرض کی: جی ہاں! فرمایا: "یہی اس کے دین کا نقصان ہے"۔

حالتِ حیض میں نماز پڑھنا منع ہے:

اور اس ممانعت پر امت کا اجماع ہے، جیسا کہ مندرجہ بالا سطور میں تفصیل سے مذکور ہے اور اس کا خلاصہ مع مزید حوالہ جات کے مندرجہ ذیل ہے: امام ابن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ نے (دیکھئے "المجموع ":۲/۳۸۳_۳۸٤)، علامہ ابن المنذر متوفی ۳۱۸ نے (دیکھئے "الأجماع لابن المنذر": ۳۵ ، ٤۰ و "لأوسط :۲/۲۰۲_۲۰۳ ، ۲۱۸ ، ۲٤۵ و ۳۸٤/٤)، امام ابوزید دبوسی متوفی ۴۳۵ھ نے (دیکھئے "منحۃ الخالق علی البحر الرائق لابن عابدین ": ۱/۱۹۳)، امام ابن حزم متوفی ۴۵۶ھ نے (دیکھئے "مراتب الإجماع": ۲۳ ، و المحلی : ۱/۳۸۰ مسألۃ رقم : ۲۵٤)، حافظ ابن عبدالبر متوفی ۴۶۳ھ نے (دیکھئے "التمھید" و "الإستذکار ":۲/٤۵ ، ٤۷) و "الکافی ": ۱/۱۸۵) علامہ باجی مالکی متوفی ۴۷۴ (دیکھئے "المنتقی": ۱/۱۲۲)، علامہ ابن رشد متوفی ۵۲۰ھ نے (دیکھئے "مقدمات ابن رشد": ۱/۹۶)، علامہ وزیر عون الدین ابی مظفر یحیی بن محمد ابن ہبیرہ متوفی ۵۶۰ھ نے (دیکھئے "الإفصاح ": ۱/۹۵)، علامہ ابن رشد الحفید متوفی ۵۹۵ھ نے (دیکھئے "بدایۃ المجتھد": ۲/۵۹)، امام قرطبی متوفی ۶۷۱ھ نے (دیکھئے: "تفسیر القرطبی": ۳/۸۲)، امام یحیی بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ نے ("فی شرح المھذب" دیکھئے "منحۃ الخالق علی بحر الرائق ": ۱/۱۹۳ ، و "شرح صحیح مسلم " :٤/۲۱ ، ۲۶ ،_۲۷) ، علامہ قرافی متوفی ۶۸۴ھ نے (دیکھئے: "الذخیرۃ" :۱/۳۷٤)، شیخ ابن تیمیہ متوفی ۷۲۸ھ نے (دیکھئے "مجموع الفتاوی ":۲۶/۱۷۶) ، علامہ ابن جزی مالکی متوفی ۷۴۱ھ نے (دیکھئے "قوانین الأحکام الشرعیہ ":۲ ٤)، علامہ عثمان بن علی زیلعی متوفی ۷۶۲ھ نے (دیکھئے "تبیین الحقائق شرح کنز اللقائق": ۱/۵۶)، شمس الدین ابن مفلح صاحب الفروع متوفی ۷۶۳ھ نے (دیکھئے "الفروع": ۱/۲۶۰)، علامہ زرکشی متوفی ۷۷۲ھ نے (دیکھئے "شرح الزرکشی ":۱/٤۹۶)، قاضی صفد العثمانی متوفی ۷۸۰ھ نے (دیکھئے "رحمۃ الأمۃ" : ۲۸)، علامہ ابوعبداللہ الأبی متوفی

۸۲۷ھ نے (دیکھئے"إكمال إكمال المعلم": ۱/ ۱۰۴)،حافظ ابن حجر العسقلانی متوفی ۸۵۲ نے (دیکھئے"فتح الباری شرح البخاری": ۱/ ۳۳۲)،علامہ بدر الدین عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ نے (دیکھئے"عمدة القاری شرح البخاری :۳/ ۱۴۳، ۳۰۰_۳۰۱)، علامہ مرداوی متوفی ۸۸۵ھ نے (دیکھئے"الإنصاف'': ۱/ ۳۴۶)،ابن عبد الہادی متوفی ۹۰۹ھ نے (دیکھئے" مغنی ذوی الإفهام: ۴۷)،علامہ زین الدین ابن نجیم حنفی متوفی ۹۷۰ھ نے (دیکھئے"البحر الرائق شرح كنز الدقائق " ۱/ ۱۹۴)،ملا علی القاری متوفی ۱۰۱۴ھ نے (دیکھئے" فتح باب العناية ":۱/ ۱۲۶)،شیخی زادہ حنفی متوفی ۱۰۷۸ھ نے (دیکھئے "مجمع الأنهر شرح ملتقى الأبحر " ۱/ ۵۳)،علامہ رحیبانی متوفی ۱۲۴۳ھ نے (دیکھئے" مطالب أولی النّهی: ۱/ ۲۴۰)،قاضی شوکانی متوفی ۱۲۵۰ھ نے (دیکھئے"نيل الأوطار " ۱/ ۳۲۸، ۳۳۳)اور علامہ سید محمد ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ (دیکھئے"رد المحتار ": ۱/ ۳۰۲ و "منحة الخالق على البحر الرائق ": ۱/ ۱۹۳_۱۹۴)وغیرہم نے اس اجماع کو نقل کیا ہے۔

اور حائضہ پاکی کے ایام میں ایامِ حیض کی نمازوں کو قضا نہیں کرے گی:

اور اس پر امت کا اجماع ہے چنانچہ امام محمد ادریس شافعی متوفی ۲۰۴ھ نے (دیکھئے:"الأم ": ۱/ ۶۰)،امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ نے (دیکھئے"سنن الترمذی ": ۱/ ۲۳۵)،امام ابن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ نے (دیکھئے"المجموع ": ۲/ ۳۸۳_۳۸۴)،علامہ ابن المنذر المتوفی ۳۱۸ھ نے (دیکھئے"الإجماع لابن المنذر: ۳۵، ۴۰)،علامہ ابن حزم متوفی ۴۵۶ھ نے (دیکھئے"المحلّی " ۱/ ۳۹۴، مسألة رقم: ۲۵۷)،حافظ ابن عبد البر متوفی ۴۶۳ھ نے (دیکھئے"التمهيد "و"الكافی ": ۱/ ۱۸۵)،امام بغوی متوفی ۵۱۶ھ نے (دیکھئے"شرح السنّة ": ۲/ ۱۳۹)،علامہ وزیر عون الدین ابی مظفر یحیی بن محمد ابن ہبیرہ متوفی ۵۶۰ھ نے (دیکھئے"الإفصاح ": ۱/ ۵۹) ،علامہ ابن رشد الحفید متوفی ۵۹۵ھ نے (دیکھئے" بداية المجتهد ": ۲/ ۵۹)،امام قرطبی

متوفی ۶۷۱ھ نے (دیکھئے"تفسير القرطبی ": ۳/ ۸۳، ۸۵)،امام یحیی بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ نے (دیکھئے"شرح صحيح مسلم " ۴/ ۲۱_۲۶_۲۷ و "المجموع ": ۳/ ۱۰ و ۳۸۳)،شیخ ابن تیمیہ متوفی ۷۲۸ھ نے (دیکھئے"شرح العمدة ": ۱/ ۴۵۷_۴۵۸)،علامہ ابن جزی مالکی نے (دیکھئے"قوانين الإحكام ": ۴۲)،علامہ عثمان بن علی زیلعی متوفی ۷۶۲ھ نے (دیکھئے" تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق)،علامہ شمس الدین ابن مفلح نے (دیکھئے" الفروع ":۱/ ۵۶)،قاضی صفد العثمانی متوفی ۷۸۰ھ نے (دیکھئے "رحمة الأمة في اختلاف الائمة ": ۲۸)،ابو عبد اللہ الأبی متوفی ۸۲۸ نے (دیکھئے "إكمال إكمال المعلم ":۱/ ۱۰۴)،حافظ ابن حجر العسقلانی متوفی ۸۵۲ھ نے (دیکھئے "فتح الباری ": ۱/ ۴۲۱)علامہ بدر الدین عینی متوفی ۸۵۵ھ نے (دیکھئے"عمدة القاری ": ۳/ ۱۴۳، ۳۰۰، ۳۰۱)،علامہ مرداوی متوفی ۸۸۵ھ نے (دیکھئے "الإنصاف المرداوی ": ۱/ ۳۴۶)،علامہ ابن عبد الہادی متوفی ۹۰۹ھ نے (دیکھئے "مغنی ذوی الأفهام لابن الهادی ": ۴۷)،علامہ زین الدین ابن نجیم حنفی متوفی ۹۷۰ھ نے (دیکھئے"البحر الرائق ":۱/ ۱۹۴)،ابن حجر الہیتمی متوفی ۹۷۴ھ نے (دیکھئے"تحفة المحتاج لابن حجر ":۱/ ۳۸۸)،علامہ محمد بن احمد خطیب الشربینی متوفی ۹۷۷ھ نے (دیکھئے"مغنی المحتاج إلى معرفة معانی ألفاظ المنهاج في حل ألفاظ أبی شجاع ": ۱/ ۱۰۹ اور"الإقناع ":۱/ ۹۱)،علامہ رملی متوفی ۱۰۰۴ھ نے (دیکھئے"نهاية المحتاج إلى شرح المنهاج ": ۱/ ۳۲۹_۳۳۰)،علامہ سراج الدین عمر بن ابراہیم ابن نجیم حنفی متوفی ۱۰۰۴ھ نے (دیکھئے"النهر الفائق ": ۱/ ۱۳۰)،ملا علی القاری متوفی ۱۰۱۴ھ نے (دیکھئے"فتح باب العناية ": ۱/ ۱۲۶)،علامہ بہوتی متوفی ۱۰۵۱ھ نے (دیکھئے "الروض المربع شرح المنهاج المستقنع ":۱/ ۴۲ و "كشاف القناع عن متن الإقناع ": ۱/ ۱۹۷)،قاضی شوکانی متوفی ۱۲۵۰ھ نے (دیکھئے"السيل الجرار المتدفق على حدائق الأزهار ":۱/ ۱۴۸)اور علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ

(دیکھئے "رد المحتار": ۱/۳۰۲) وغیرہم نے اس پر اجماع کو نقل کیا ہے۔

اور حائضہ ایامِ حیض میں روزے نہیں رکھے گی:

اور اس پر امت کا اجماع ہے چنانچہ علامہ ابن حزم متوفی ۴۵۶ھ نے (دیکھئے "المحلّی: ۱/ ۳۸۰، مسألة ۲۵٤، و ۲/ ۸، مسألة رقم: ۲۷۷)، حافظ ابن عبد البر متوفی ۴۶۳ھ نے (دیکھئے "التمهید" و "الکافی": ۱/ ۱۸۵)، قاضی ابو الولید ابن رشد متوفی ۵۲۰ھ (دیکھئے "مقدمات ابن رشد": ۱/ ۹٦)، علامہ وزیر عون الدین ابی مظفر یحیی بن محمد ابن ہبیرہ متوفی ۵۶۰ھ (دیکھئے "الإفصاح": ۱/ ۹۵)، علامہ ابن رشد الحفید متوفی ۵۹۵ھ (دیکھئے "بدایة المجتهد": ۲/ ۵۹)، ابن قدامہ حنبلی نے (دیکھئے "المغنی": ٤/ ۳۹۷)، امام قرطبی متوفی ۶۷۱ھ نے (دیکھئے "تفسیر القرطبی": ۳/ ۸۲)، امام نووی متوفی ۶۷۶ھ نے (دیکھئے "المجموع": ۲/ ۳۸٦ و "شرح صحیح مسلم": ۳/ ۲٦)، علامہ قرافی متوفی ۶۸۴ھ نے (دیکھئے "الذخیرة القرافی": ۱/ ۳۷٤ و "الفروق القرافی": ۲/ ٦۲)، شیخ ابن تیمیہ متوفی ۷۲۸ھ نے (دیکھئے "مجموع الفتاوی": ۲٦/ ۱٦۷، ۲۵/ ۲۲۰، ۲٦۷ و "شرح العمدة": ۱/ ٤۵۸)، علامہ ابن جزی متوفی ۷۴۱ھ نے (دیکھئے "قوانین الأحکام الشرعیة": ٤۲)، علامہ عثمان بن علی زیلعی متوفی ۷۴۲ھ نے (دیکھئے "تبیین الحقائق: ۱/ ۵٦)، علامہ شمس الدین ابن مفلح متوفی ۷۶۳ھ نے (دیکھئے "الفروع": ۱/ ۲٦۰)، حافظ ابن حجر العسقلانی متوفی ۸۵۲ھ نے (دیکھئے "فتح الباری": ۱/ ۳۳۲)، علامہ ابن ارسلان شافعی متوفی ۸۴۴ھ نے (دیکھئے "شرح الزبد": ۱/ ۷۹)، علامہ بدر الدین عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ نے (دیکھئے "عمدة القاری شرح البخاری": ۳/ ۳۰۱)، علامہ ابن عبد الہادی متوفی ۹۰۹ھ نے (دیکھئے "مغنی ذوی الأفهام": ٤۷)، علامہ زکریا انصاری متوفی ۹۲۶ھ نے (دیکھئے "أسنی المطالب": ۱/ ۱۰۰)، حافظ ابن حجر الہیتمی متوفی ۹۷۴ھ نے (دیکھئے "تحفة المحتاج": ۱/ ۳۸۷)، علامہ محمد بن احمد خطیب الشربینی متوفی ۹۷۷ھ نے (دیکھئے "مغنی المحتاج": ۱/ ۱۰۹)، علامہ رملی متوفی ۱۰۰۴ھ نے (دیکھئے "نهایة المحتاج": ۱/ ۳۲۹ـ۳۳۰)، ملا علی القاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ نے (دیکھئے "فتح باب العنایة": ۱/ ۲۱۲)، اور شیخی زادہ حنفی متوفی ۱۰۷۸ھ نے (دیکھئے "مجمع الأنهر شرح ملتقی الأبحر": ۱/ ۵۳) اور علامہ رحیبانی متوفی ۱۲۴۳ھ (دیکھئے "مطالب أولی النهی": ۱/ ۲٤۰) اس پر اجماع کو نقل کیا ہے۔

حائضہ ایامِ حیض کے روزوں کی قضاء کرے گی:

اور اس پر اجماع ہے چنانچہ امام ابو بکر محمد بن مسلم بن عبید اللہ ابن شہاب متوفی ۱۲۴ھ نے (دیکھئے "المصنف لعبد الرزاق": ۱/ ۲۳۱) امام ابو عیسیٰ محمد عیسیٰ متوفی ۲۷۹ھ (دیکھئے "سنن الترمذی: ۱/ ۲۳۵)، ابن المنذر متوفی ۳۱۸ نے (دیکھئے "الإجماع لابن المنذر": ۵۳، ٤۰ و "الأوسط": ۲/ ۲۰۳، ٤/ ۳۸٤)، علامہ ابن حزم متوفی ۴۵۶ھ نے (دیکھئے "المحلّی: ۱/ ۳۹٤، مسألہ رقم: ۲۵۷)، حافظ ابن عبد البر متوفی ۴۶۳ھ نے (دیکھئے "التمهید" و "الکافی" ۱/ ۱۸۵)، بغوی متوفی ۵۱۶ھ نے (دیکھئے "شرح السنّة: ۲/ ۱۳۹)، علامہ وزیر عون الدین ابی مظفر یحیی بن محمد ابن ہبیرہ متوفی ۵۶۰ نے (دیکھئے "الافصاح": ۱/ ۹۵)، علامہ ابن رشد الحفید متوفی ۵۹۵ھ نے (دیکھئے "بدایة المجتهد": ۲/ ۵۹)، امام قرطبی متوفی ۶۷۱ھ نے (دیکھئے "تفسیر القرطبی": ۳/ ۸۳)، امام یحیی بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ نے (دیکھئے "المجموع": ۲/ ۳۷٦، و "شرح صحیح مسلم": ۳/ ۲٦)، علامہ قرافی متوفی ۶۸۴ھ نے (دیکھئے "الذخیرة": ۱/ ۳۷٤)، ابن تیمیہ متوفی ۶۸ ۷۲۸ھ نے (دیکھئے "شرح العمدة": ۱/ ٤۵۸)، علامہ ابن جزی مالکی متوفی ۷۴۱ھ نے (دیکھئے "قوانین الإحکام الشرعیة": ٤۲)، علامہ شمس الدین ابن مفلح متوفی ۷۶۳ھ نے (دیکھئے "الفروع لشمس الدین ابن مفلح": ۱/ ۲٦۰)، علامہ بدر الدین عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ نے (دیکھئے "عمدة القاری": ۳/ ۳۰۱)، علامہ برہان الدین ابن مفلح متوفی ۸۸۴ھ نے (دیکھئے "المبدع لبرهان الدین ابن مفلح": ۱/ ۲٦۰

)، علامہ زین الدین ابن نجیم حنفی متوفی ۹۷۰ھ (دیکھیے "البحر الرائق": ۱/ ۱۹٤)، علامہ ابن حجر ہیتمی متوفی ۹۷٤ھ نے (دیکھئے "تحفة المحتاج لابن حجر": ۱/ ۳۸۷)، علامہ محمد بن احمد خطیب شربینی متوفی ۹۷۷ھ نے (دیکھئے "مغني المحتاج إلى معرفة معاني إلفاظ المنهاج للخطيب الشربيني": ۱/ ۱۰۹ و "الإقناع في حل ألفاظ أبي شجاع للخطيب الشربيني": ۱/ ۹۱)، علامہ رملی متوفی ۱۰۰٤ھ نے (دیکھئے "نهاية المحتاج إلى شرح المنهاج الرملي": ۱/ ۳۲۹ ـ ۳۳۰)، ملا علی القاری متوفی ۱۰۱٤ھ (دیکھئے "فتح باب العناية": ۱/ ۱۲۷)، علامہ بہوتی متوفی ۱۰۵۱ھ نے (دیکھئے "الروض المربع بشرح زاد المستقنع البهوتي": ۱/ ٤۲)، قاضی شوکانی متوفی ۱۲۵۰ھ نے (دیکھئے "السيل الجرار المتدفق على حدائق الأزهار للشوكاني": ۱/ ۱٤۸، ۲/ ۲۷ و "نيل الأوطار": ۱/ ۳۲۸) اور علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ نے (دیکھئے "رد المحتار": ۱/ ۳۰۲) اس اجماع کو نقل کیا ہے

اور نفاس والی عورت صلاۃ وصوم کے احکام میں حائضہ عورت کی مثل ہے:

جیسے حیض نماز کو مانع ہے اسی طرح نفاس (یعنی ولادت کے بعد آنے والا خون) بھی صحتِ نماز کو مانع ہے اور حائضہ سے ایامِ حیض کی نمازوں کی قضاء ساقط ہے اسی طرح نفاس والی عورت سے بھی ایامِ نفاس کی نمازوں کی قضاء ساقط ہے، حالتِ حیض میں روزہ درست نہیں اسی طرح حالتِ نفاس میں بھی روزہ درست نہیں۔ حائضہ پر ایامِ حیض کے روزوں کی قضاء لازم ہے اسی طرح نفاس والی عورت پر ایامِ نفاس کے روزوں کی قضاء لازم ہے اور اس پر اجماع ہے کہ "حكم النفاس كحكم الحيض" یعنی حکمِ نفاس مثل حکمِ حیض کے لئے اور یہ اجماع "الإستذكار لابن عبد البر"، "المحلّى لابن حزم"، "مقدمات ابن رشد"، "بداية المجتهد لابن رشد الحفيد"، "المغني لابن قدامه"، "شرح صحيح مسلم للنووي" "رحمة الأمة في اختلاف الأئمة للقاضي صفد العثماني، عمدة القاري للعيني"، "المبدع في شرح المقنع لبرهان الدين ابن مفلح"، "مغني ذوي

الأفهام لابن عبد الهادي"، "تحفة المحتاج لابن حجر الهيتمي"، السيل الجرار و نيل الأوطار" كلاهما الشوكاني میں مذکور ہے۔

طوالت سے بچنے کے لئے ہم انہی چند عبارات اور حوالہ جات پر اکتفاء کرتے ہیں اور فریال خاتون کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ اپنی گمراہی سے توبہ کرے اور اس مسئلے میں جو صحابہ کرام، صحابیات، تابعین، ائمہ مجتہدین، مفسرین، محدثین اور جمہور امت کا مؤقف ہے، اُسے کو اختیار کرنے میں اپنی نجات سمجھے۔

والله تعالى اعلم بالصواب

المفتي محمد عطاء الله النعيمي

رئيس دار الإفتاء

جمعيّة إشاعة أهل السنّة (باكستان)

الجمعه ٢٢ ربيع الأوّل ١٤٢٧ هـ ٢١ ابريل ٢٠٠٦ م